تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اَسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم   ۲۵ جون تا یکم جولائی ۱۹۹۸ء   مدیر : حافظ عاکف سعید

مَرد و زن۔ الگ الگ دائرہ کار

"قوّام" کا لفظ قائم سے مبالغے کا صیغہ ہے' اور اس سے مراد ہے محافظ اور حاکم۔ گویا قوّام کے لفظ نے مرد کی حیثیت کا تعین نگران و نگہبان اور حاکم کے طور پر کیا ہے۔ علامہ مرحوم نے اسی مفہوم کو یوں ادا کیا ہے کہ ع نسوانیت زن کا نگہباں ہے فقط مرد —— اس قوامیت کی ایک بنیاد کو ﴿ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ﴾ کے الفاظ میں بیان فرمایا گیا۔ یعنی ایک تو تخلیقی فضیلت ہے جو اللہ نے مردوں کو عورتوں پر دی ہے۔ ان کو جسمانی قوت اور توانائی زیادہ دی ہے' ان میں بھاگ دوڑ کی صلاحیت اور اختراع و ایجاد کا جوہر زیادہ ہے' ان میں حکمرانی و جہانبانی کا حوصلہ و ولولہ زیادہ ہے' ان کی فطرت میں جنگ و جدال کا داعیہ زیادہ ہے۔ ان میں عزیمت کا وصف نمایاں ہے' معاشی جدوجہد اور محنت و کوشش کا مادہ اور فاعلیت زیادہ ہے۔ لہٰذا ان اوصاف و صفات کی وجہ سے مَردوں کو عورتوں پر قوّام بنایا گیا ہے اور اس قوامیت کے تمام لوازم ان کے سپرد کیے گئے ہیں کہ وہ خاندان کے ادارے کے حاکم' محافظ اور نگہبان ہیں۔ دین و اخلاق کے معاملات کی نگرانی کے ذمہ دار بھی وہی ہیں' بیوی بچوں کی کفالت اور خاندان کی ضروریات زندگی کی فراہمی کی ذمہ داری بھی اُن پر ہے' لہٰذا ان کی بیویوں اور بچوں پر ان کی اطاعت فرض ہے (بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کا حکم نہ دیں)۔

اللہ نے اپنی فیض بخشیوں سے مرد کو اگر ان پہلوؤں سے زیادہ نوازا ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا تو عورت کو چند دوسرے پہلوؤں سے مالا مال کیا ہے۔ اس میں مرد کی تخلیق و ایجاد کے ثمرات و نتائج کو سنبھالنے کا سلیقہ اور ہنر عطا فرمایا ہے' اس کو گھر بنانے اور بسانے کی قابلیت بخشی ہے۔ اس میں گھر گرہستی کے کاموں' بچوں کی پرورش و نگہداشت اور گھریلو امور سے ایک فطری مناسبت ودیعت کی ہے۔ اس کے اندر دلکشی' دلربائی' شیرینی اور حلاوت کا جمال رکھا ہے۔ خاندان کی اندرونی تنظیم میں اسے گھر کے حاکم کی ملکہ کا مقام عنایت کیا ہے۔ کسبِ معاش کی ذمہ داری شوہر پر رکھی ہے تو اس کمائی سے گھر کا انتظام کرنا اس کے ذمہ لگایا ہے۔ یہ خالق و فاطر کائنات کی خلاقی کا کمال ہے کہ اس نے اگر مرد میں فاعل و فعالیت کی صلاحیت رکھی ہے تو عورت کو انفعالی اہلیت سے نوازا ہے۔ فعل و انفعال دونوں اس کارخانۂ ہستی اور کارگاہ حیات کو چلانے کیلئے یکساں ضروری ہیں۔ دونوں کا اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے دائرہ عمل میں ایک اہم مقام ہے۔ اب اگر یہ دونوں ایک دوسرے کے دائرہ عمل اور حدود کار میں بے جا مداخلت کریں گے یا ایک دوسرے کے قدرت کے تفویض کردہ امور کے بارے میں چھینا جھپٹی کریں گے تو تمدن میں فساد اور بگاڑ پیدا ہو گا اور یہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے قدرت کی تقسیم کار کے خلاف بغاوت ہو گی' جس کے مہلک نتائج بنی نوع انسان نے پہلے بھی بھگتے ہیں اور اب بھی بھگت رہی ہے۔

(اقتباس از : "اسلام میں عورت کا مقام" مولف : ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

عاکف سعید

یہ منافقت کب تلک؟

سود کے بارے میں یہ بات شاید ہی کسی مسلمان سے مخفی ہوگی کہ شرک کے گناہ سے قطع نظر' ان تمام گناہوں میں جن کا تعلق انسان کے فعل اور عمل سے ہے' سب سے گھناؤنا اور قبیح فعل سود خوری ہے۔ اس کی مذمت میں جو دھمکی آمیز پیرایۂ بیان قرآن مجید میں اختیار کیا گیا ہے اس درجہ شدید وارننگ کسی اور گناہ کے ضمن میں نہیں ملتی۔ سود کو ترک کرنے کے تاکیدی حکم کے بعد سورۃ البقرہ کی آیت ۲۷۹ میں جو الفاظ وارد ہوئے ہیں ان کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرمایا ﴿ فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﴾ کہ اگر تم باز نہیں آتے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ —— اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی سود کی شناعت اور قباحت کے اظہار کے لئے جو مثال لائی گئی ہے اس کو سن کر جھرجھری آجاتی ہے اور اعصاب کو ایک جھٹکا سا لگتا ہے۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں: "سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں' اُن میں سے سب سے ہلکا حصہ اس کے مساوی ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ نکاح (یعنی بدکاری) کرے" —— معاذاللہ' ثم معاذ اللہ' کوئی بھی سلیم الفطرت شخص اس قبیح حرکت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا' بلکہ اس فعل کے ارتکاب کے مقابلے میں وہ اس بات کو ترجیح دے گا کہ زمین شق ہو اور وہ اُس میں سما جائے۔ اس کے باوجود اس حدیث مبارکہ میں سود کے گناہ کو اس قبیح فعل کے مقابلے میں کم از کم ستر گناہ بڑا جرم قرار دیا گیا ہے تو ذرا سوچئے کہ سود کی قباحت اور شناعت کا کیا عالم ہو گا!!! —— لیکن اس کے باوجود ہم انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر نہ صرف یہ کہ ھنیئًا مریئًا سود کھا رہے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دینے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے!! ع

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں!

بینک انٹرسٹ کے بارے میں بعض متجددانہ سوچ رکھنے والے نام نہاد دانشوروں نے ایک دور میں یہ غلط فہمی پھیلا دی تھی کہ یہ اس نوع کا سود نہیں ہے جس کے لئے قرآن و حدیث میں "ربا" کا لفظ استعمال ہوا ہے اور جس کے بارے میں سخت ترین وعیدیں سنائی گئی ہیں۔ لیکن بھلا ہو وفاقی شرعی عدالت کا کہ جس نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث اور فریقین کے ممکنہ دلائل سننے کے بعد وہ بھرپور تاریخی فیصلہ دیا کہ جس کے بعد اس معاملے میں نہ صرف یہ کہ تمام شکوک و شبہات اور غلط فہمیاں رفع ہو گئیں بلکہ معترضین کے لئے بھی سوائے چپ سادھنے کے اور کوئی چارۂ کار باقی نہ رہا —— وفاقی شرعی عدالت کے اس تاریخ ساز فیصلے کے بعد گویا اس بارے میں اب کوئی اشتباہ باقی نہیں رہا کہ نہ صرف ہمارا بینکنگ سسٹم صریحاً حرام بنیادوں پر استوار ہے بلکہ ملکی و قومی سطح پر ہمارا پورا معاشی ڈھانچہ بھی حرام سے عبارت ہے اس لئے کہ اس کے رگ و پے میں سود کی لعنت بُری طرح سرایت کئے ہوئے ہے۔

گویا ہم بحیثیت قوم ایک ایسے ملک میں جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا' پچھلے اکاون برس سے پوری ڈھٹائی کے ساتھ اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں' اور اس جنگ کو بند کرنے کی جانب نہ ہمارا کوئی دھیان ہے اور نہ ہم اسے کوئی اہمیت دینے کو تیار ہیں۔ ہماری اس "ہمت اور جرأت" کا صحیح قدر دان تو شیطان ہی ہو سکتا ہے جس کی سرخوشی اور سرمستی فی الواقع دیکھنے کے لائق ہو گی۔

اسے ہماری بدنصیبی کہئے یا محرومی' کہ موجودہ مسلم لیگی حکومت جو فخریہ اسلام کا دم بھرتی اور نظریہ پاکستان کے گن گاتی ہے' کے "قومی ایجنڈے" پر تاحال انسداد سود اور سودی معیشت کا خاتمہ شامل نہیں ہے۔ وزیر اعظم کی زبان پر ایک آدھ بار اور صدر محترم کی زبان پر متعدد بار اگر سود کے خاتمے کا ذکر آیا بھی ہے تو اس کی حیثیت محض وعظ کی ہے جس کا عملی اقدامات اور قومی ایجنڈے سے کوئی تعلق نہیں —— ہمارے اس منافقانہ طرز عمل کے لئے کم از کم عقل و منطق میں کوئی گنجائش موجود نہیں ہے کہ ایک جانب ہم زبانی کلامی طور پر اللہ اس کے رسول اور اس کے دین سے وفاداری کا دم بھرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے تو دوسری جانب عملاً ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جاری جنگ کو بند کرنے کی خاطر ایک قدم بھی آگے بڑھانے کو تیار نہیں۔ معلوم نہیں کہ اللہ کے دین کے ساتھ ہمارا یہ سنگین مذاق کب ختم ہو گا —— چند روز قبل وفاقی حکومت کی جانب سے جاری ایک بڑے سائز کا اخباری اشتہار نظر سے گزرا۔ اشتہار کے آغاز میں جلی حروف میں ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ کے الفاظ درج تھے کہ "اے اللہ' ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں"۔ اور نیچے ایسے سرٹیفکیٹس میں سرمایہ کاری کی ترغیب دی گئی تھی جن میں ملنے والے سود کی شرح غیر معمولی طور پر پرکشش تھی۔ عیاذاً باللہ' کیا ہم بحیثیت قوم ہوش و خرد سے بالکل بیگانہ ہو چکے ہیں؟ اللہ اور اس کی آیات کے ساتھ ہمارا یہ مذاق اور استہزاء ہمیں کس انجام بد سے دوچار کرے گا!! ——

حال ہی میں صدر پاکستان نے اپنے ایک خطاب میں نظام صلوٰۃ کے قیام کے عزم کا اظہار فرمایا ہے۔ بلاشبہ یہ عزم نہایت مبارک ہے۔ لیکن سودی نظام کے خاتمے کے بغیر اور اللہ اور اس کے رسول سے جاری جنگ کو بند کئے بغیر اس نوع کا کوئی بھی اقدام مفید اور مؤثر نہیں ہو سکتا۔ ہماری مثال اس احمق شخص کی سی ہے جو کسی کنویں میں کسی نجس جانور یا مردار کے گرنے کے بعد اس کنویں کو پاک کرنے کے لئے سینکڑوں ڈول پانی نکالنے کیلئے تو تیار ہے لیکن پہلے اس نجس جانور یا مردار کو کنویں سے نکالنے کا خیال اسے نہیں آتا۔ ظاہر بات ہے کہ اس مردار کو کنویں سے نکالے بغیر سینکڑوں چھوڑ ہزاروں ڈول پانی بھی کنویں سے نکال لیا جائے' کنواں کبھی پاک نہیں ہو سکتا۔ OO

اللہ پر ایمان لانے سے پہلے طاغوت کا کفر کرنا لازم ہے

نواز شریف کو ہر چیز کی اہمیت کا علم ہے مگر افسوس کہ وہ شریعت کی اہمیت سے "لاعلم" ہیں

کفر بالطاغوت کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی قسم کی مفاہمت اور دوستی نہ کی جائے

کالا باغ ڈیم کے مخالفین کا ٹی وی پر مناظرہ کرنے سے انکار' حکومت کی اخلاقی فتح کے مترادف ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح میں ۱۹ جون ۹۸ء کو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

حمد و ثنا' تلاوت آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا :

گزشتہ چند اجتماعات جمعہ سے ہماری گفتگو زیادہ تر اس نکتے پر مرکوز رہی کہ ہمارے حکمرانوں کو موجودہ حالات میں ملک و ملت کی بہتری کے لئے کیا اقدامات کرنے چاہئیں' بالخصوص نفاذ شریعت کے حوالے سے ان پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ لیکن آج کی میری گفتگو کا اصل موضوع یہ ہے کہ : "میرا اور آپ کا فرض کیا ہے؟ یعنی ایک مسلمان سے اللہ تعالیٰ کا بنیادی مطالبہ اور تقاضا کیا ہے؟" ہمیں دیکھنا چاہئے کہ آیا ہم یہ فرض ادا کر رہے ہیں یا نہیں۔ گویا "الدِّین النَّصیحه" والی حدیث نبویؐ میں "عامَّتهم" کے حصے پر آج میں عمل کر رہا ہوں کہ سب سے پہلے ہم اپنے گریبانوں میں جھانکیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے ساتھ وفاداری کا معاملہ کر رہے ہیں یا نہیں! اس وقت دنیا میں آباد مختلف ممالک کے مسلمان مختلف کیفیات سے دوچار ہیں۔ مسلمانوں کی کثیر تعداد ایسے ممالک میں بستی ہے جہاں مسلمان حکومتیں قائم ہیں' اگرچہ وہاں کا نظام اسلامی نہیں ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسے ممالک میں بھی آباد ہے جہاں وہ اقلیت میں ہیں اور ان پر غیر مسلم حاکم مسلط ہیں۔ اس کی سب سے نمایاں مثال بھارت ہے' جہاں بسنے والے مسلمانوں کی تعداد پاکستانی مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے۔

آیا ان دو مختلف قسم کے حالات میں ایک مسلمان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد ہونے والا فریضہ یکساں نوعیت کا ہو گا؟ یہ بڑا بنیادی اور اہم سوال ہے۔ میرے نزدیک اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد بنیادی تقاضا ایک ہی ہے' چاہے وہ کسی اکثریتی مسلمان ملک کا باشندہ ہو یا کسی جگہ اقلیت میں ہو۔ البتہ تکمیلی تقاضوں میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور واقع ہو جاتا ہے۔ جہاں مسلمان اکثریت میں ہوں' وہاں کے لوگوں کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے' اس لئے کہ وہاں اختیار و اقتدار خود مسلمانوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے' اگرچہ بنیادی تقاضوں میں فرق واقع نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہمیں وہ بنیادی تقاضے سمجھنے چاہئیں جن میں حالات و کیفیات کی تبدیلی کے باوجود کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

سب سے پہلا تقاضا جو مسلمان پر یہ عائد ہوتا ہے اس کا ذکر سورۂ نساء میں نہایت چونکا دینے والے انداز میں آیا ہے : ﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتَابِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ﴾ یعنی "اے ایمان والو' ایمان لاؤ اللہ پر اور

منبر و محراب

اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور اس کتاب پر جو اُس نے اس سے قبل نازل فرمائی"۔ گویا ہر مسلمان سے بنیادی تقاضا "ایمان لانے" کا ہے' لیکن وہ ایمان دل کے یقین والا ایمان ہونا چاہئے ؎

یقیں پیدا کر اے ناداں' یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری

دلی یقین والی کیفیت اگر حاصل نہ ہو تو پھر اگلا مرحلہ کیسے آئے گا؟ یعنی اگر ایمان حقیقی کے بغیر اوپر کی منزل تعمیر ہو رہی ہے تو یہ ہوا میں عمارت تعمیر کرنے کے مترادف ہو گا۔ ایک مسلمان تو وہ ہے جو پہلے حالت کفر میں تھا' اس نے اسلام کا گہرا مطالعہ کرنے اور غور و فکر کے بعد ایمان قبول کیا' اس شخص کو گویا یقین قلبی کی دولت پہلے نصیب ہوئی اور پھر وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ مکہ میں ایمان قبول کرنے والوں کا معاملہ اسی نوعیت کا تھا۔ ان کے ہاں ایمان پہلے آیا اور اسلام بعد میں۔ لیکن مدنی دور میں یہ ترتیب بدل گئی۔ مدینہ منورہ میں جب آپؐ نے اپنی دعوت کو آگے بڑھایا تو ان میں اگرچہ ایسے سچے اہل ایمان بھی شامل تھے' جنہوں نے علی وجہ البصیرت اسلام قبول کیا تھا لیکن ان میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جن کا پورا قبیلہ ایمان لے آیا تو وہ بھی مجبوراً ایمان لے آئے۔ اسی طرح جب اللہ نے اہل ایمان کو فتح و نصرت اور کامیابی و کامرانی عطا فرمائی اور صورت یہ بن گئی کہ ﴿ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا ﴾ کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے تھے' تو بہت سے لوگ دیکھا دیکھی اسلام لے آئے۔ سورۂ حجرات میں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ "یہ بدو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اے نبیؐ' ان سے کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہو البتہ یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں' اور (ہم نے اطاعت قبول کر لی ہے) ایمان ابھی تک تمہارے دلوں میں نہیں داخل نہیں ہوا"۔

ہماری عظیم اکثریت چونکہ پیدائشی مسلمانوں پر مشتمل ہے لہٰذا ہمارے ایمان کی نوعیت کم و بیش یہی ہے کہ قانوناً ہم مسلمان تو ہیں لیکن ایمان ہمارے دلوں میں نہیں اترا۔ الا ماشاء اللہ۔ چنانچہ ہم میں سے ہر شخص "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" کے قرآنی حکم کا مخاطب ہے۔ یہی میرا اور آپ کا پہلا اور مقدم ترین فریضہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ ایمان و یقین کی دولت کہاں سے حاصل کریں؟ ایمان قلبی کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ اور سرچشمہ اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے۔ قرآن کے ذریعے سے حاصل ہونے والے ایمان سے دل ہی نہیں' دماغ بھی منور ہوتا ہے۔ تاہم ایمان کے حصول کے دیگر ذرائع بھی ہیں' جیسے اصحاب ایمان و یقین کی صحبت

اختیار کرنے سے' اسی طرح دین پر مسلسل عمل کرتے رہنے سے بھی ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ احکامِ دینی پر عمل کرنے اور صاحبِ یقین لوگوں کے قرب سے پیدا ہونے والا ایمان قلب کو تو منور کر دیتا ہے' جو اپنی جگہ بہت قیمتی شے ہے' یہ ایمان انسان کی ذاتی زندگی میں انقلاب لانے کے لئے بہت موثر شے ہے۔ لیکن اگلے مراحل کے لئے تو "عَلٰی وَجْهِ الْبَصِيرَةِ" کی شان کا حامل ایمان درکار ہے۔ ایسا ایمان جس کی روشنی سے صرف دل ہی منور نہ ہو بلکہ دماغ بھی اس سے روشن ہو چکا ہو۔ انسانی سوچ اور فکر اُس کے عقائد کے ساتھ مکمل طور پر ہم آہنگ ہو چکی ہو۔ اس طرح کے ایمان کے حصول کا ذریعہ قرآن ہے۔

قرآن حکیم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پر ایمان لانے سے پہلے طاغوت کا کفر کرنا لازم ہے۔ آیت الکرسی کے بعد والی آیت کے یہ الفاظ نہایت قابلِ غور ہیں: ﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾ انسان اگر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ طاغوت کا کفر بھی کرے تبھی اسے وہ مضبوط سہارا حاصل ہوگا جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ طاغوت سے مراد کیا ہے؟ تمام مخلوقات کی حد اللہ کی اطاعت و عبادت ہے۔ جو کوئی بھی اس عبادت و اطاعت کی حد سے نکل گیا وہی طاغوت ہے' خواہ وہ فرد ہو یا جماعت' کوئی ادارہ ہو یا ریاست۔ آج کے دور میں ریاست کو دنیا کا سب سے منظم ادارہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگر ریاست اللہ کے حکم کی پابند نہیں ہے تو یہ سب سے بڑا طاغوت ہے۔ طاغوت کا انکار کر کے ہی ایمان کی دولت حاصل کی جاسکتی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کی بجائے سرکشی و من مانی کرے اور من چاہی زندگی اختیار کرے تو اس کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہوگی۔ یہ سرکشی و بغاوت افراد میں بھی ہو سکتی ہے اور عناصرِ فطرت میں بھی' اداروں اور جماعتوں میں بھی ہو سکتی ہے اور ریاست کی سطح پر بھی۔ اسی لئے آج سب سے بڑا اور منظم طاغوت' غیر اسلامی ریاست ہے' ایسی ریاست جس میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کی پابندی کا اقرار نہ کیا گیا ہو' قرآن و سنت کو سپریم لاء تسلیم نہ کیا گیا ہو۔ جب تک اللہ کی حاکمیت اور قرآن و سنت کی بالادستی کو تسلیم نہیں کیا جاتا' اس وقت تک ریاست غیر اسلامی ہی رہے گی اگرچہ اس ریاست کے باشندے سو فیصد مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لئے کہ افراد کے مسلمان ہونے اور ریاست کے مسلمان ہونے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

"کفر بالطاغوت" کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ اس طاغوت کے ساتھ کسی قسم کی مفاہمت اور دوستی نہ کی جائے۔ فاسق و نافرمان شخص کو بھی طاغوت کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص فاسق کی تائید و حمایت کرتا ہے تو ایک حدیث کے مطابق اس طرزِ عمل پر اللہ تعالیٰ اس قدر غضبناک ہوتا ہے کہ عرشِ الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔ ایک اور حدیثِ نبویؐ کی رُو سے جو شخص کسی فاسق کو تقویت پہنچانے کے لئے اس کا ساتھ دیتا ہے تو اُس نے گویا اپنے طرزِ عمل سے اسلام کی عمارت کو منہدم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اگر انسان طاغوت کے نظام کے زیرِ سایہ رہنے پر مجبور ہو تو اس کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ اسے ذہنی طور پر تسلیم نہ کرے بلکہ اس نظامِ باطل میں اس کی کیفیت "ماہی بے آب" کی سی ہونی چاہئے۔ اگرچہ مطلوب تو یہ ہے کہ منکر کو دیکھ کر اسے ہاتھ سے بدلنے کی کوشش کی جائے' اگر یہ نہ کر سکیں تو زبان سے اس طاغوتی نظام سے اپنی برأت کا اعلان کریں' اس پر تنقید کریں' اگر اس کی بھی ہمت نہ ہو تو کم از کم دل میں نفرت تو موجود ہونی چاہئے' یہ تو ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ اس رویئے کا عملی نتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ اگر کوئی شخص طاغوتی نظام میں رہنے پر مجبور ہے تو بھی وہ اس نظام میں پھلنے' پھولنے اور پھیلنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اس کے برعکس اگر آپ نے ذہنی طور پر مفاہمت اختیار کر لی ہے تو پھر آپ اس نظام میں خوب flourish کریں گے اور پھیلیں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی کافرانہ اور باطل نظام کے زیرِ سایہ حلال ذرائع سے بھی پھل' پھول اور پھیل رہا ہے تو تب بھی وہ درحقیقت کفر کے ساز سازگاری اختیار کرنے کا مجرم ہے۔ تاہم اپنی ناگزیر ضروریات کی حد تک کسبِ معاش کے حصول کے لئے جدوجہد جائز ہے تا کہ وہ باقیماندہ قوت کو نظامِ باطل کو جڑ سے اکھاڑنے پر صرف کر سکے۔ اگر یہ طرزِ عمل ہے تو پھر کسی نہ کسی درجے میں "کفر بالطاغوت" کا حق ادا ہو رہا ہے' لیکن اگر یہ نہیں تو باباسب کہانیاں ہیں۔

جو شخص طاغوت کا کفر کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہو' اس کی زندگی ہر لحظہ جہاد سے عبارت ہوگی۔ اس جہاد کا آغاز نفس سے ہوگا۔ اس لئے کہ انسان کے اندر "نفس" کی صورت میں بڑا طاغوت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ﴾ کہ برائی کا حکم دینے والا نفس تو انسان کے اندر موجود ہوتا ہے۔ اس لئے نفس کے خلاف جہاد کو "افضل الجہاد" قرار دیا گیا ہے۔ نفس سے جہاد کے بعد معاشرہ سے جہاد ضروری ہے اس لئے اگر معاشرے کا بہاؤ اور عام چلن فسق و فجور پر مبنی ہے۔ اگر آپ اس کی مخالف سمت چلیں گے تو پھر کشاکش اور مزاحمت ہوگی۔ اس کے لئے "تادمِ آخر فارغ مباش" کا رویہ اپنانا ہوگا۔ اسی طرح اگر ریاست دین پر عمل پیرا ہونے کے سلسلے میں رکاوٹ بن رہی ہے تو اس کے ساتھ پنجہ آزمائی کرنا ہوگی۔ اس مرحلے پر آکر جہاد اگر رک گیا تو یہ نفس کا جہاد بھی نفس کا فریب اور دھوکہ بن جائے گا۔ اگر انسان کی شخصیت کی تعمیر صحیح بنیادوں پر ہوئی ہو اور اس میں ایمان کا بیج بھی پیوست ہو گیا ہو تو پھر یہ پودا لازماً پروان چڑھے گا جس کی آخری منزل سب سے بڑے طاغوت کے خلاف جہاد سے عبارت ہوگی۔ ریاست کے ادارے سے جہاد کی دو منزلیں ہیں۔ اس جہاد کی پہلی منزل دعوت جبکہ دوسری اقامت ہے۔ اپنے جیسے انسانوں کو دین پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دینا پہلی منزل اور اس کے قیام و نفاذ کی جدوجہد کرنا دوسری منزل ہے۔ ان دونوں کے درمیان "جماعت" کی منزل آتی ہے۔ یعنی دعوت کے نتیجے میں ایک منظم قوت کو وجود میں لانے کی کوشش کرنا' جو اپنے وجود پر اور اپنے گھروں میں دین کو نافذ کر چکے ہوں اور کسی ایک شخص سے سمع و طاعت کے عہد میں بندھ چکے ہوں۔ ایک منظم جماعت کے قیام کے بعد ہی باطل نظام کے ساتھ ٹکر لی جاسکتی ہے۔ لہٰذا دعوت و اقامت کے مابین "حزب اللہ" کی تشکیل کا مرحلہ آتا ہے۔

اس پورے عمل کے دوران انسان کو اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین کا مضبوط سہارا درکار ہوتا ہے۔ سورۂ حج میں فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا اور جتنا کہ اُس کا حق ہے" اگرچہ اللہ کا حق کوئی شخص پوری طرح ادا نہیں کر سکتا' لیکن اپنی استطاعت اور امکانی حد تک اگر اس کی کوشش ہو رہی ہو' جسم و جان اور مال اگر اسی راستے میں کھپ رہے ہوں تو یہ تقاضا پورا ہو جائے گا۔ اس جہد مسلسل میں اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنا ہوگا کیونکہ اس کے بغیر اس راہ میں ثابت قدم رہنا ناممکن ہے۔ اقامتِ دین کے مرحلے کو سر کرنے کے لئے موثر تعداد میں جماعت کا تیار ہو جانا ضروری ہے لیکن اگر وہ تعداد فراہم نہیں ہوتی تو پھر دعوت ہی کا مرحلہ جاری رہے گا' خطابِ جمعہ میں حکمرانوں کو مشورے دے کر' اُن پر تنقیدیں کر کے اور ان سے مطالبات کر کے ہم "الدِّيْنُ النَّصِيحَة" کا تقاضا پورا کر رہے ہیں۔ وگرنہ ہم نہ تو کسی کے حلیف ہیں اور نہ کسی کے حریف۔ بلکہ ہم تو سمع و طاعت کے نظم کی حامل جماعت "حِزْبُ اللّٰهِ" قائم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ جہاں تک اربابِ حکومت کو مشورے دینے کا تعلق ہے' اس حوالے سے یہ شعر مجھے یاد آ رہا ہے کہ ؎

رنگِ گل کا ہے سلیقہ نہ بہاروں کا شعور
ہائے کن ہاتھوں میں تقدیرِ حنا ٹھہری ہے

اب کیا کیا جائے' ملک کی زمامِ کار کبھی بے نظیر کے ہاتھ میں آجاتی ہے تو کبھی نواز شریف کے۔ میاں محمد نواز شریف کو ہر چیز کی اہمیت کا علم ہے مگر افسوس کہ وہ شریعت کی اہمیت سے "لاعلم" ہیں۔ ہر چیز ان کے ایجنڈے میں شامل ہے سوائے دین و شریعت کے نفاذ کے۔ سود کے انسداد کے لئے تمام ضروری ابتدائی مراحل طے ہو چکے ہیں مگر یہ معاملہ

ابھی تک نہ صرف سردخانے کی زینت بنا ہوا ہے بلکہ اس جانب کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مہلت انہیں حاصل ہے اسے وہ غنیمت سمجھتے ہوئے قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء بنانے اور سودی نظام کے خاتمے کے لئے فوری اقدامات کریں' ورنہ حالات بدلتے دیر نہیں لگتی۔

اس وقت کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان پورے ملک میں بحث و نزاع کا موضوع بنا ہوا ہے۔ بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت کو اتفاق رائے حاصل کرنے کے بعد ڈیم کی تعمیر کا اعلان کرنا چاہئے تھا۔ مگر میرے خیال میں ڈیم کی تعمیر کا اعلان کر کے اس کے لئے اتفاق رائے حاصل کرنے کی حکومتی پالیسی بالکل صحیح ہے۔ ڈیم کی تعمیر کو سیاسی مسئلہ بنانے کی بجائے وسیع تر قومی و ملکی مفاد مد نظر رکھنا چاہئے۔ حکومت کی طرف سے ڈیم کی تعمیر کے مخالفین کو ٹی ۔ وی پر براہ راست مناظرے کی دعوت دینا اور ان کا اس مناظرے سے بھاگ جانا' موجودہ حکومت کی اخلاقی فتح کے مترادف ہے۔

زرعی اصلاحات کا نفاذ' ٹیکس اور قرضوں کی وصولی کا معاملہ اگر بالکل شفاف طریقے پر ہوا تو اس کے نہایت مفید اثرات ظاہر ہوں گے۔ لیکن اگر اس معاملے میں جانبداری برتی گئی اور یہ تاثر سامنے آیا کہ حکومت اپنے مخالفین کو سیاسی انتقام کا نشانہ بنا رہی ہے تو قومی ایجنڈے کی ساکھ ختم ہو کر رہ جائے گی۔ حکومت کے حامی ارکان ہوں یا حکومت مخالف کیمپ' ہر کسی سے بے لاگ اور شفاف طریقے سے تمام وصولیاں کی جانی چاہئیں۔ میاں نواز شریف نے اپنی فیملی کے ذمہ واجب الادا قرضوں کے عوض بینکوں کو اپنے اثاثہ جات پیش کر کے ایک اچھی مثال قائم کی ہے لیکن اس حوالے سے میں سابق صدر فاروق لغاری کے موقف کی تائید کرتا ہوں کہ یہ اثاثہ جات بینکوں کے حوالے کرنے کی بجائے میاں نواز شریف اگر ان اداروں کو فروخت کر کے بینکوں کو واجب الادا قرضوں کی ادائیگی کریں تو یہ بات زیادہ قرین انصاف ہو گی۔

ضرورت رشتہ

لاہور میں مقیم ایک نوجوان عمر 25 سال' قد پانچ فٹ سات انچ' تعلیم بی ۔ اے (قرآن کالج) اور اب شام کے وقت Computer Programming کا کورس کر رہا ہے۔ برسر روزگار' تنخواہ چار ہزار' کے لئے تعلیم یافتہ اور دینی مزاج کے حامل خاندان سے رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : معرفت سردار اعوان' ندائے خلافت

حمد باری تعالیٰ

حافظ لدھیانوی

رہے امن و اماں میں زندگانی   نہ آئے کوئی آفت ناگہانی
مرا جو اشک ہے حرفِ دُعا ہے   یہی کرتا ہے غم کی ترجمانی
ہے سب کچھ قبضۂ قدرت میں تیرے   تو دے رنج و الم یا شادمانی
لگاتا ہی نہیں دنیا میں دل کو   جسے معلوم ہے دنیا ہے فانی
کہاں ہر اِک کی قسمت میں یہ نعمت   نشانِ لطف ہے سوزِ نہانی
عطا کرتا ہے وہ افکارِ تازہ   وہی دیتا ہے لفظوں کو معانی
اُسی کے لطف کا مظہر ہے حافظ
مری طرزِ نگارش خوش بیانی

KHALID TRADERS

IMPORTERS – INDENTORS – STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER – SMALL TO SUPER – LARGE

AUTHORIZED AGENTS NTN BEARINGS

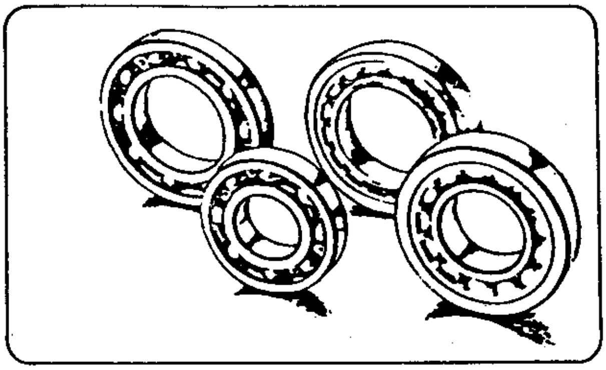

PLEASE CONTACT

TEL : 7732952-7735883-7730593
G.P.O. BOX NO. 1178, OPP KMC WORKSHOP
NISHTER ROAD, KARACHI-74200 (PAKISTAN)
TELEX : 24824 TARIQ PK CABLE : DIMAND BALL FAX : 7734776

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : Sind Bearing Agency 64 A-65, Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400 (Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : (Opening Shortly) — Amin Arcade 42, Brandreth Road, Lahore-54000 Ph : 54169

GUJRANWALA : — 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210807

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

دنیا میں شاید ہی کوئی ڈیم اتفاق رائے سے تعمیر ہوا ہو

وزیراعظم پاکستان اپنے اثاثے فروخت کر کے بینکوں کا قرض اتاریں

حملہ کے لئے تیار اسرائیلی طیاروں کی وڈیو فراہم کرنا آئی ایس آئی کا سنہری کارنامہ ہے

کالا باغ ڈیم نہ بنا تو پاکستان ایتھوپیا اور صومالیہ بن سکتا ہے

مرزا ایوب بیگ ' لاہور

علالت کے باعث تین ہفتوں کی مسلسل غیر حاضری کے بعد راقم قارئین ندائے خلافت کی خدمت میں پھر ایسے سیاسی تجزیئے کے ساتھ حاضر ہے جس کے ساتھ کامل اتفاق ادارے کے لئے ضروری نہیں ہے۔ ان تین ہفتوں کے دوران بہت سا پانی پلوں کے نیچے سے بہہ چکا ہے۔ پاکستان ایٹمی قوت کا حامل ہونے کا بھرپور اور واضح ثبوت مہیا کر چکا ہے۔ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف قومی ایجنڈا پیش کر چکے ہیں۔ وزیراعلیٰ بلوچستان سردار اختر مینگل تحریک عدم اعتماد کا سامنا کرنے سے بال بال بچے ہیں اور وزارت خزانہ کے سرتاج قومی بجٹ پیش کر چکے ہیں۔ راقم نے علالت سے قبل جو آخری تجزیہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا تھا' اس کا عنوان تھا "ایٹمی دھماکے سے گریز ـــ اصل قصہ کیا ہے؟" عجیب اتفاق کی بات ہے کہ جس روز ندائے خلافت کا یہ شمارہ عوام کے ہاتھوں میں پہنچا اسی روز میاں محمد نواز شریف نے قوم سے خطاب کر کے یہ خوش کن انکشاف کیا کہ آج پاکستان نے پانچ ایٹمی دھماکے کئے ہیں اور وہ دنیا کی ساتویں اور عالم اسلام کی پہلی ایٹمی قوت بن چکا ہے۔ ظاہر ہے اس سے فوری تاثر یہی قائم ہوا ہو گا کہ ایٹمی دھماکے سے گریز کے حوالہ سے جو کچھ لکھا گیا ہے وہ غلط ثابت ہوا۔ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بعد راقم نے اس تحریر کا' جس میں دھماکے سے گریز کا اصل قصہ بیان کیا گیا تھا' ایک مرتبہ پھر بڑے غور سے مطالعہ کیا اور الحمد للہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ آنے والا وقت ان خدشات کو درست ثابت کرے گا جن کا اظہار اس تحریر میں کیا گیا ہے۔ راقم نے عرض کیا تھا کہ سیاسی سطح پر ایٹمی دھماکہ نہ کرنے کا فیصلہ تو ہو چکا ہے اب صرف ایک ہی امید باقی ہے کہ عسکری سطح پر ایٹمی دھماکہ کرنے کا فیصلہ ہو اور سیاسی قیادت سے اس فیصلے پر عملدرآمد کروایا جائے۔ لہٰذا ہماری حکومت کسن (یعنی مکا) نیڑے کہ رب نیڑے کی پنجابی ضرب المثل کو سامنے رکھتے ہوئے ایٹمی دھماکے کر گزری۔ ۸۴ء میں بلوچستان کے علاقے چاغی کے پہاڑوں میں دس سرنگیں بنادی گئیں تھیں۔ ایک عرصہ سے ایٹمی دھماکے کرنے کی تیاریاں مکمل

تجزیہ

تھیں۔ ان دس سرنگوں میں سے پانچ سرنگوں کو چارج کر دیا گیا جس کے لئے قطعاً سترہ روز کے وقفہ کی ضرورت نہیں تھی۔ درحقیقت عسکری قیادت جان چکی تھی کہ بھارتی جارحیت کو اب صرف اور صرف ایٹمی قوت بننے کے اعلان اور اس کے واضح اظہار سے ہی روکا جا سکتا ہے۔ یہ بات اب ایک کھلا راز ہے کہ ۲۷ اور ۲۸ مئی کی درمیانی شب جو قیامت برصغیر سے ٹل گئی تھی اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آئی ایس آئی نے یہ اطلاع فراہم کر دی تھی کہ اس شب کے ختم ہونے سے پہلے بھارت پاکستان پر حملہ کرنے والا ہے۔ یہاں تک کہ اسرائیلی ایف۔ ۱۵ امریکی بحری بیڑے 'گارشیا' سے re-fill ہونے کے بعد مدارس اور سری نگر کے ہوائی اڈوں پر تیار کھڑے تھے۔ ان کے وڈیو عسکری قیادت کو مہیا کر دیئے گئے' جس پر نصف شب کے قریب اسلام آباد میں بھارتی سفیر کو گھسیٹ کر وزارت خارجہ کے دفتر میں لایا گیا اور ان کے ذریعے بھارتی قیادت کو یہ پیغام دیا گیا کہ کسی بھی قسم کی جارحیت کی صورت میں دہلی اور کلکتہ' جن کی آبادی کئی کروڑ ہے' ایٹم بموں کے حملے سے تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے۔ یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی اور بھارت کم از کم وقتی طور پر اپنے ارادے سے باز آیا۔ لہٰذا اگلے ہی روز یعنی ۲۸ مئی کو سہ پہر تین بجکر سولہ منٹ پر چاغی کے پہاڑ پانچ ایٹمی دھماکوں سے لرز اٹھے۔ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اسی روز ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب ہم ایٹمی قوت بن چکے ہیں۔ بڑی طاقتیں یقیناً اس جرم کی پاداش میں ہم پر اقتصادی پابندیاں لگانے کا اعلان کریں گی۔ چنانچہ ہمیں ان پابندیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر سطح پر زندگی کا رنگ ڈھنگ بدلنا ہو گا۔ اس سلسلہ میں جلد ہی میں قوم کے سامنے ایک ایجنڈا پیش کروں گا جس پر عملدرآمد سے ہم ان پابندیوں کو جھیلنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ۱۱/ جون کو وزیراعظم نے جس قومی ایجنڈے کا اعلان کیا اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

۱) ماضی کی حکومتوں کی نافذ کردہ زرعی اصلاحات' جنہیں جاگیرداروں نے ہیرا پھیری سے غیر مؤثر کر دیا تھا' پر صحیح معنوں میں عملدرآمد کیا جائے گا اور ان جاگیرداروں سے اراضی واپس وصول کی جائے گی۔

۲) وہ تمام جاگیریں جو انگریز سرکار نے قوم سے غداری کے عوض دیں تھیں' انہیں ضبط کر لیا جائے گا۔ اس طرح جو لاکھوں ایکڑ زمین دستیاب ہو گی اسے غریب اور بے زمین کسانوں میں مفت تقسیم کیا جائے گا۔

۳) وزیراعظم نے اپنا سیکرٹریٹ اور وزیراعظم ہاؤس خالی کرنے کا اعلان کیا اور افسروں سے بڑی بڑی کوٹھیاں خالی کروانے کا اعلان کیا۔

۴) وزیراعظم نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا آغاز کرنے کا اعلان کیا۔

۵) وزیراعظم نے اپنے خاندانی قرضوں کے عوض اپنے اثاثے بنکوں کے حوالے کرنے کا اعلان کیا اور ہر قسم کے نادہندگان کے ساتھ سختی سے نمٹنے کا اعلان کیا گیا۔ نوجوانوں کے لئے قرضہ سکیم کا اجراء کیا گیا تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ ملک میں ایمرجنسی کا نفاذ تو ایٹمی دھماکے کے ساتھ ہی کر دیا گیا تھا۔ فارن کرنسی اکاؤنٹس' جن کے بارے میں آغاز میں یہ گارنٹی دی گئی تھی کہ یہ کبھی منجمد نہیں کئے جائیں گے' وہ بھی منجمد کر دیئے گئے۔

ان اقدامات میں سے اکثر بڑے خوش کن بلکہ انقلابی نوعیت کے ہیں اور نظام کی تبدیلی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ خصوصاً بڑے جاگیرداروں سے زمین چھین کر غریب کسانوں اور ہاریوں میں ان کی تقسیم اور کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان' موجودہ حالات میں بڑے جرأت مندانہ اقدام ہیں۔ لیکن جاگیریں چھیننے کے لئے آئین میں ترمیم کی ضرورت ہوگی کیونکہ موجودہ آئین کے تحت سپریم کورٹ یہ فیصلہ دے چکا ہے کہ کسی سے اس کی زمین زبردستی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اور اس ترمیم کے لئے حکومت اگرچہ قومی اسمبلی میں دو تہائی اکثریت رکھتی ہے لیکن سینٹ میں اس کے پاس مطلوبہ اکثریت نہیں ہے۔ بہرحال سربراہ حکومت نے یقیناً اعلان کرنے سے پہلے یہ سوچا ہوگا کہ اس پر عملدرآمد کیسے ہوگا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس معاملے میں سیاسی دوستوں اور سیاسی دشمنوں میں فرق نہیں کیا جانا چاہئے۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر ظاہراً ایک ترقیاتی منصوبہ ہے لیکن اسے اس قدر سیاسی رنگ دیا جا چکا ہے کہ بعض لیڈروں کی سیاسی زندگی اور موت اس سے وابستہ ہے۔ صوبہ پنجاب' جس کی آبادی کل پاکستان کی آبادی کے نصف سے زائد ہے اور وہ باقی صوبوں خصوصاً سرحد اور بلوچستان کی ضروریات کو بھی کسی حد تک پورا کرتا ہے' کے متعلق بعض ماہرین کی رائے ہے کہ کالاباغ ڈیم نہ بننے کی صورت میں چند سال بعد اس کی زمینوں سے خاک اڑنا شروع ہو جائے گی' اس لئے کہ تربیلا اور منگلا ڈیم میں مٹی کی تہہ روز بروز اتنی دبیز ہوتی چلی جا رہی ہے کہ ان کی افادیت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کم ہو رہی ہے۔ کالاباغ ڈیم کی یہ منفرد صفت ہوگی کہ اس کی مٹی ساتھ ساتھ بہتی چلی جائے گی اور وہ ایک لانگ لائف (long life) ڈیم ہوگا۔ لہٰذا ان حالات میں اگر کالاباغ ڈیم تعمیر نہ ہوا تو پنجاب دوسروں کی ضروریات کیا پوری کرے گا' خود غلہ اور اجناس وغیرہ کے معاملے میں دوسروں کا محتاج ہو جائے گا۔ بعض ماہرین تو یہاں تک کہتے ہیں کہ پاکستان چند سال بعد ایتھوپیا اور صومالیہ کا نقشہ پیش کرے گا۔ پھر یہ کہ بجلی کے بل جو اس وقت گھریلو زندگی میں تلخیاں گھولنے کا سب سے بڑا سبب بن رہے ہیں' یہاں تک کہ اب ایسے واقعات بھی ہو رہے ہیں کہ خودکشی کرنے والا اپنے آخری خط میں یوٹیلیٹی بلوں کا ذکر کرتا ہے۔ یہ بجلی اگر مستقبل میں بھی تھرمل پاور پروجیکٹس کے ذریعے عوام کو دستیاب رہی تو نتائج بڑے خوفناک ہو سکتے ہیں۔ یہ مہنگی بجلی روشنی کیا کرے گی اس سے تو قوم اور ملک کا مستقبل تاریک ہو رہا ہے' کارخانے بند ہو رہے ہیں جس سے بیروزگاری بڑھ رہی ہے اور مہنگائی کا اژدھا انسانی خوشیاں اور سکون نگل رہا ہے۔ لہٰذا راقم بلا خوف تردید یہ کہہ سکتا ہے کہ ایٹمی دھماکے نے پاکستان کی سلامتی کو محفوظ تر کیا ہے' ناقابل تسخیر نہیں بنایا۔ اس لئے کہ دفاعی صلاحیت بڑھانے کے ساتھ ساتھ معاشی خوشحالی اور ترقی لازم ہے ورنہ کون نہیں جانتا کہ سویت یونین آف سوشلسٹ ری پبلک کی تحویل میں اتنے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم تھے کہ پوری دنیا کو وہ بلا مبالغہ سینکڑوں بار تباہ کر سکتا تھا۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہماری پچاس سالہ تاریخ میں دو اہم ترین کام بیک وقت ہوئے یعنی ایٹمی صلاحیت کا اظہار اور کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان۔ ان دونوں امور کی انجام دہی کا ملکی سلامتی' بقا اور خوشحالی سے گہرا تعلق ہے۔ البتہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا اعلان کرنے کے بعد وزیراعظم کے چند بیانات معاملے کو مشکوک بنا رہے ہیں۔ انہوں نے گزشتہ ہفتہ صوبہ بلوچستان اور سندھ کا دورہ کیا۔ وزیراعلیٰ اختر مینگل سے ملاقات کے بعد وہ ڈیم کی تعمیر کے بارے میں قومی اتفاق رائے کی بات ایک بار پھر زبان پر لائے۔ سندھ کا ردعمل چونکہ انتہائی شدید تھا لہٰذا سندھ کے دورہ کے بعد وزیراعظم نے نہ صرف قومی اتفاق رائے کی بات بڑے زور سے کہی بلکہ خدا جانے وزیراعظم نے کیا یقین دہانی کرائی کہ سندھ اسمبلی' جو ۲۰ جون کو کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے اعلان کے خلاف قرارداد مذمت پیش کرنے والی تھی' اس نے نہ صرف قرارداد مذمت پیش کرنے کا ارادہ تبدیل کر دیا بلکہ قرارداد تشکر منظور کی گئی اور علی الاعلان کہا گیا کہ وزیراعظم نے ہمیں قومی اتفاق رائے کی بھرپور یقین دہانی کرائی ہے۔ اگر قومی اتفاق رائے کی یقین دہانی پر سندھ اسمبلی کے سرکاری اور غیر سرکاری ارکان خوشیاں منا رہے ہیں تو وہ یقیناً حق بجانب ہیں' اس لئے کہ دنیا میں شاید آج تک کوئی ڈیم اتفاق رائے سے نہیں بنا گویا نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ صوبہ سندھ ہو یا سرحد ان کا موقف توجہ اور ہمدردی سے سنا جانا چاہئے لیکن مکمل اتفاق رائے تو ایٹمی دھماکے کے بارے میں بھی نہیں تھا۔ اس کے خلاف بھی محترمہ عاصمہ جیلانی کی قیادت میں مال روڈ لاہور میں جلوس نکالا گیا۔ لہٰذا خدشہ ہے کہ اتفاق رائے کے چکر میں کالاباغ ڈیم کی تعمیر پھر مؤخر نہ ہو جائے۔

وزیراعظم نے اپنی تقریر میں وزیراعظم سیکرٹریٹ اور وزیراعظم ہاؤس چھوڑنے کا اعلان کیا ہے۔ ہماری مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ ایسا نہ کریں کیونکہ اس سے اخراجات میں اضافہ ہوگا۔ وزیراعظم نے اپنے خاندان کے ان قرضوں کا ذکر بھی کیا ہے جن کے بارے میں عدالت میں کیس چل رہا ہے۔ وزیراعظم نے فراخدلانہ طور پر اعلان کیا ہے کہ عدالت کا فیصلہ سر آنکھوں پر لیکن میں قرضے ادا کرنے کی مثال قائم کرنے کے لئے اپنے اثاثے بنکوں کے حوالے کر رہا ہوں تاکہ بینک اپنا قرضہ وصول کر لیں۔ ہماری رائے میں قومی خزانے کے ساتھ یہ بہت بڑا ظلم ہوگا۔ وزیراعظم کو نجی سطح پر اپنے اثاثے فروخت کر کے بینک کو کیش ادا کرنا چاہئے کیونکہ بینک سے کیش وصول کیا گیا تھا ورنہ اثاثوں کی کوڑ کباڑ بینکوں کے سپرد کر کے بینکوں کا حساب صاف کر دیا جائے گا۔ کیونکہ شریف خاندان پاکستان میں بینکوں کا سب سے بڑا قرض دار ہے اور ان کی دو شوگر ملوں کے علاوہ باقی تمام ملیں عرصہ سے بند پڑی ہیں اور ان کی حیثیت سکریپ سے بہتر نہیں ہے۔

گزشتہ ہفتوں کے واقعات میں سے قومی بجٹ' پاکستان کی نئی تجارتی پالیسی اور وزیراعلیٰ سردار اختر مینگل کے خلاف تحریک عدم اعتماد کا پیش کیا جانا اور پھر مرکزی قیادت کے شدید ردعمل کی وجہ سے اس کا واپس لیا جانا' علاوہ ازیں کراچی میں تشدد کی نئی لہر کے بارے میں اظہار خیال نہایت ضروری ہے لیکن جگہ کی کمی آڑے آ رہی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں ان موضوعات پر گفتگو ہوگی۔ آخر میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ آہ! کاش شریعت محمدیؐ کا نفاذ بھی قومی ایجنڈا کا حصہ ہوتا۔

---

5 تا 11 جولائی

بمقام دھیرکوٹ مقبول پلازہ آزاد کشمیر

مبتدی تربیت گاہ

المعلن : چوہدری رحمت اللہ بٹر ناظم تربیت
تنظیم اسلامی پاکستان

ضرورت رشتہ

رفیق تنظیم اسلامی' مقیم کراچی کی ہمشیرہ کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے جن کی تعلیم ایم ایس سی سائیکالوجی + بی ایڈ ہے۔ باپردہ اور دینی ذہن کی حامل ہیں۔ عمر ۳۸ سال اور کنواری ہیں۔

رابطہ : سردار اعوان' K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

عدل فاروقیؓ ...... عظمت کے نشان

(ماخوذ : "ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفاء" از : شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)

حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز مسجد نبوی میں تھا بہت سے لوگ عمر فاروق ؓ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک جوان لڑکی آئی اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین! فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کیا تجھے کچھ کہنا ہے؟ کہا ہاں یہ لڑکا آپ کا ہے جو میرے شکم سے ہے۔ فرمایا میں تو تجھ کو پہچانتا بھی نہیں۔ لڑکی رونے لگی اور عرض کیا اے امیر المومنین! اگرچہ یہ آپ کی پشت سے نہیں لیکن یہ آپ کے لڑکے کا لڑکا ہے۔ فرمایا حلال سے یا حرام سے؟ عرض کیا میری جانب سے حلال سے اور اس کی جانب سے حرام سے۔ فرمایا یہ کس طرح' ذرا اللہ سے ڈر کر سچ بیان کرنا۔ عرض کیا اے امیر المومنین عرصہ ہوا کہ میں ایک روز بنی النجار کے باغ کے پاس سے گزر رہی تھی کہ آپ کا لڑکا ابو شحمہ نشہ کی حالت میں میرے پاس آیا' شراب اس نے یہودیوں کی قربان گاہ میں پی تھی۔ اس نے مجھے ورغلایا اور باغ کی طرف کھینچ کر لے گیا اور مجھ سے مطلب براری کی اور مجھ پر غشی طاری ہو گئی۔ میں نے اس معاملہ کو اپنے چچا اور اپنے ہمسایوں سے چھپائے رکھا حتیٰ کہ مجھے زمانۂ ولادت محسوس ہوا اور میں فلاں مقام پر چلی گئی اور وہاں میں نے یہ لڑکا جنا۔ میں نے چاہا کہ میں اسے مار ڈالوں مگر مجھے ندامت آئی۔ سو اب میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کیجئے' جو حکم الٰہی ہو۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے منادی کو حکم دیا۔ اُس نے منادی کی اور جلد ہی لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا آپ لوگ متفرق نہ ہوں میں ابھی آتا ہوں اور حضرت ابن عباس ؓ سے کہا آپ میرے ساتھ آئیں۔ پھر آپ ؓ نے مکان پر آکر پوچھا کیا یہاں ابو شحمہ ہے' کہا گیا ہاں وہ ابھی کھانا کھانے بیٹھے ہیں۔ آپ اندر گئے اور کہا اے فرزند کھانا کھا لو شاید کہ یہ تمہارا آخری کھانا ہو۔ حضرت عباس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ لڑکے کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کانپ کر لقمہ ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ آپ نے فرمایا اے فرزند! میں کون ہوں؟ عرض کیا آپ میرے والد اور امیر المومنین ہیں۔ فرمایا کیا تم پر میری اطاعت کا حق ہے عرض کیا ہاں۔ مجھ پر آپ کے دو حق واجب الادا ہیں۔ ایک والد ہونے کی حیثیت سے اور ایک بحیثیت امیر المومنین کے۔ فرمایا بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَبِحَقِّ اَبِیْكَ میں تم سے پوچھتا ہوں کیا تم کسی وقت یہودی کی قربانی میں شریک ہوئے اور وہاں تم نے شراب بھی پی تھی۔ کہا ہاں مجھ سے ایسا ہوا ہے اور میں اس سے تائب ہو گیا ہوں۔ فرمایا مومنین کا راس المال توبہ ہی ہے۔ پھر فرمایا اے فرزند من! میں تم سے اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ پھر تم بنی النجار کے باغ کی طرف گئے اور وہاں تم نے ایک عورت کو پا کر اس سے بدکاری کی؟ یہ سن کر ابو شحمہ ؓ ساکت ہو گئے اور رونے لگے۔ فرمایا شرم کی کوئی وجہ نہیں سچ بولو' اللہ سچ بولنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ عرض کیا ہاں مجھ سے ایسا کام ہوا ہے اور میں اس سے تائب و نادم ہوں۔ جب آپ ؓ نے ان کی یہ بات سنی تو آپ ؓ نے انہیں پکڑ لیا اور گریبان پکڑ کر مسجد میں لے گئے۔ ابو شحمہ نے کہا اے پدر من آپ تلوار لے کر میرے ٹکڑے کر دیجئے مگر مجھے رُسوا نہ کیجئے۔ فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی : ﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ پھر آپ انہیں کھینچ کر مسجد میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کے سامنے لے آئے اور فرمایا عورت سچ کہتی ہے' ابو شحمہ نے اقرار کر لیا ہے۔ پھر آپ نے اپنے غلام افلح سے کہا۔ میرے لڑکے کو پکڑ لو اور اسے دُرے مارو اور درے مارنے میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرو۔ افلح رونے لگا اور کہا میں یہ کام نہ کر سکوں گا۔ فرمایا افلح میری اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے' تو کر جو میں تجھے حکم کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں : پھر آپ نے ابو شحمہ کے کپڑے اتروائے اور لوگ با آواز بلند رونے لگے اور ابو شحمہ کہنے لگا۔ اے پدر من مجھ پر رحم کیجئے۔ آپ نے رو کر فرمایا' تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے گا اور مجھ پر بھی۔ پھر فرمایا اے افلح مارنا شروع کرو! اُس نے مارنا شروع کیا اور ابو شحمہ فریاد کرتے جاتے تھے۔ جب افلح ستر درے تک پہنچا تو ابو شحمہ نے کہا اے پدر من! مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دیجئے فرمایا اے فرزند من! اگر پروردگار تمہیں پاک کر دے گا تو محمد ﷺ تمہیں حوض کوثر کا پانی پلائیں گے جس کے بعد تم کبھی پیاسے نہ رہو گے پھر فرمایا۔ اے افلح مارو! جب اسی (۸۰) پر نوبت پہنچی تو ابو شحمہ سے فرمایا۔ اگر تم محمد ﷺ کو دیکھو تو میرا آپ سے سلام کہنا اور کہنا کہ میں عمر کو قرآن پڑھتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے اور حدود قائم کرتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں۔ پھر فرمایا' افلح مارو! جب نوے (۹۰) پر نوبت پہنچی تو ابو شحمہ خاموش و ضعیف ہو گئے اور زبان بند ہو گئی۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ عمر فاروق سے کہنے لگے کہ اب جس قدر سزا باقی رہتی ہے آپ دوسرے وقت پر رہنے دیں۔ فرمایا جب معصیت میں دیر نہیں کی گئی تو حد میں کیونکر تاخیر کی جا سکتی ہے۔ کسی نے اسی وقت والدہ ابو شحمہ سے فریاد کی تو وہ روتی ہوئی دوڑ کر آئیں اور کہنے لگیں کہ میں ایک ایک دُرے کے عوض پیدل چل کر حج کروں گی اور اس قدر صدقہ کروں گی۔ فرمایا حج و صدقہ حد کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ افلح تم حد پوری کرو! جب حد کے آخری درہ پر نوبت پہنچی تو ابو شحمہ چیخ اٹھے اور زمین پر گر گئے۔ آپ نے اُن کا سر اپنی گود میں اٹھا کر رکھ لیا اور رو کر کہنے لگے۔ باپ تجھ پر قربان ہو تجھے حق نے قتل کیا' تو آخری حد پر مرا اور تیرے عزیز و اقارب اور تیرا باپ تجھ پر رحم نہ کر سکے۔ جب لوگوں نے ان کو دیکھا تو اُن کی روح پرواز کر چکی تھی۔ یہ ایک بڑا سخت دن تھا لوگ دہاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔

حضرت ابن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ پھر چالیس دن کے بعد حذیفہ بن یمان جمعہ کے دن صبح کو ہمارے پاس آئے اور بیان کیا کہ میں نے آج آنحضرت ﷺ کو اور آپ کے ساتھ حضرت ابو شحمہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ دو سبز جبے پہنے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عمر کو میرا اسلام کہہ دینا اور کہنا کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم کیا کہ تم قرآن پڑھو اور حدود قائم کرتے رہو"۔ ابو شحمہ نے کہا اے حذیفہ میرے والد کو میرا بھی سلام کہہ دینا اور کہنا کہ اللہ آپ کو پاک کرے جس طرح آپ نے مجھے پاک کیا۔

(مرتب : حافظ محبوب احمد خان)

موجودہ حالات میں نظام خلافت کی اہمیت

تحریر : پاشاہارون

حالیہ ایٹمی دھماکوں کے بعد مسلمانان پاکستان کو مالی مشکلات کے سبب جس آزمائش کا سامنا ہے اس کا ناگزیر تقاضا ہے کہ ہم اپنے احوال کا سنجیدگی سے جائزہ لیں۔ ہر ملک اپنے بنیادی عقائد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی خارجہ پالیسی بناتا ہے۔ بھارت شروع سے ایسی پالیسی پر کارفرما رہا ہے جس سے وہ تمام عالمی طاقتوں کو اپنی طرف مائل کرے۔ ایک طرف وہ امریکہ اور اسرائیل سے امداد اور فنی مہارت حاصل کرتا رہا ہے۔ دوسری طرف چین اور ایران جیسے ممالک کو بھی اپنی صارف منڈی بنا کر خاموش کر لیتا ہے کہ ابھی آپ کے ساتھ ہمارے تعلقات متاثر نہیں ہوں گے اور روس تو پہلے سے ہی بھارت کا حمایتی ہے۔ اس وقت روس، چین، بھارت اور ایران تقریباً ایک لڑی میں پروئے جا چکے ہیں جب کہ امریکہ اور اسرائیل بھی بھارت کی پشت پر ہیں۔ چین نے روس کے ساتھ اپنے تعلقات کافی بہتر کر لئے ہیں جس سے ہندوستان کے ساتھ راہ و رسم بڑھانے میں اسے مدد ملی ہے۔ چنانچہ ہندوستان کے ایٹمی دھماکوں کی مذمت بھی چین نے نہیں کی بلکہ افسوس کا ہی اظہار کیا ہے۔ عظیم ہمسایہ ملک چین کے مایہ ناز لیڈر چو این لائی جو کہ پاکستان کے بہترین دوست تھے وہ بھی پاکستان کو آگاہ کر چکے تھے کہ وہ انہی حالات میں پاکستان کی مدد کر سکتے ہیں جب کہ خود پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرے۔ چین اب ماؤزے تنگ والا چین بھی نہیں رہا بلکہ بہت کچھ بدل گیا ہے۔ سوشلسٹ نظریات میں نرمی کا رویہ اختیار کر لیا گیا ہے اور جمہوری اقدار کو فروغ ملنا شروع ہو گیا ہے۔ چین معاشی لحاظ سے اس قدر ترقی کرتا جا رہا ہے کہ اسے بھی اب اپنے ملک کے علاوہ ایسی منڈیوں کی تلاش ہے جہاں سے وہ سستے داموں خام مال حاصل کر سکے اور اپنی مصنوعات کو فروخت کر سکے۔ اس لحاظ سے چین کے سینے میں ہندوستان کے لئے نرم گوشہ پیدا ہونا قدرتی بات ہے۔ روس کے ساتھ پاکستان کے شروع دن سے تعلقات خراب رہے ہیں۔ افغانستان میں روس کی شکست کے بعد بھلا روس ہمارا کیوں کر دوست ہو سکتا ہے۔

امریکہ چونکہ بھارت کے اندر اپنی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے لئے تیل، گیس اور بجلی سستے داموں حاصل کرنے کا خواہاں ہے جو ایران یہ سہولت سپلائی کر سکتا ہے۔ درمیان میں صرف پاکستان رکاوٹ کا باعث ہے۔ امریکہ پر قابض یہودی ٹولہ مذہبی بنا پر مسلمانوں کا دشمن ہے۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے دیکھیں تو پاکستان گھیرے میں آیا ہوا تنہا ملک ہے۔ اردگرد کے اسلامی ممالک اگرچہ پاکستان کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں مگر کچھ کر نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کو امریکہ اور اسرائیل نے خوف زدہ کر رکھا ہے۔ ان حالات میں یہ ذمہ داری ہے کہ پورے یقین کے ساتھ نظام خلافت کی بات کریں۔ ابتلاء و آزمائش کے اس دور میں ایمان پر ثابت قدم رہنے والے افراد ہی جماعت کا وہ سرمایہ ہوں گے جو اللہ کے دین کو پھر سے زندہ کریں گے اور اسی جماعت کے وہ مجاہدین ہوں گے جو غزوہ ہند والی حدیثوں کا مصداق بنیں گے۔

تذکیر و موعظت

"وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا"

تحریر : نجیب صدیقی، کراچی

میں نے ایک تاجر سے پوچھا کہ تم دو نمبر مال کیوں بیچتے ہو۔ کیا یہ صریح دھوکہ نہیں۔ کیا ہمارے دین میں یہ گناہ نہیں۔ کیا اس کی بازپرس نہ ہو گی۔ یہ بات ہمارے عقیدے میں داخل ہے کہ لمحے لمحے کا حساب دینا ہے پھر تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ آخرت تو یقیناً آئے گی اور ہر شخص کو حساب و کتاب کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔ اس نے جواب دیا کہ "وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا"۔

آپ معاشرے کا جائزہ لیں تو آپ کو اکثریت میں ایسے ہی لوگ ملیں گے جن کے دلوں میں یہ تصور پختہ ہو چکا ہے کہ وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جرائم میں بڑی بے باکی سے ملوث ہیں۔ گزشتہ دنوں ہمارے ملک میں کرپشن کا شور بڑے زور و شور سے جاری تھا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی محکمہ ایسا نہیں جو کرپشن سے پاک ہو۔ اداروں کو چلانے والے ہمارے ہی بھائی ہیں۔ جو جس کرسی پر ہے وہ اسی حساب سے کرپشن میں ملوث ہے۔ اسی تصور نے اسے سہارا دیا ہے کہ "وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا"۔ لیکن وہ وقت جب آئے گا اور یقیناً آئے گا تو انسان اپنے حواس کھو بیٹھے گا۔ اس کی شدید خواہش ہو گی بلکہ اس بات کا وہ اظہار بھی کرے گا کہ مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے، میں نیک و صالح بن کر دکھاؤں گا مگر حکم ہو گا کہ جو مہلت تمہیں ملی تھی وہ ختم ہو چکی ہے۔ آج تو ہار جیت کا دن ہے۔ جس نے دنیا میں ہمارے احکام کی تعمیل کی، ہمارے بتائے ہوئے راستے پر چلا، اچھائی اور برائی میں تمیز کی، دنیا کی سختیوں کو ہماری خاطر جھیلتا رہا، اپنے دامن کو گناہوں سے بچائے رکھا، آنے والے دن کیلئے توشہ جمع کرتا رہا، وہ آج خوش بختوں میں ہو گا اور اس کیلئے ہم نے طرح طرح کی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ بھرے بھرے باغات ان کے مسکن ہونگے۔

اور وہ لوگ جو "وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا" کے اس تصور میں خود کو دھوکہ دیتے رہے اور حلال و حرام ہر طریقے اپنائے اور آخرت کے تصور کو پرکاہ کے برابر نہ سمجھا اور اس دنیا کی تعمیر میں مگن رہے آج ان کی سخت پکڑ ہو گی اور ان کے لیے دردناک عذاب تیار رکھا ہے۔ جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ـــــ آخرت کا یقینی تصور نہ ہونے کے سبب آدمی کرپشن میں مبتلا ہو جاتا ہے جب وہ ایک بار اس راستے پر چل نکلتا ہے تو وہ اس کی عادت بن جاتی ہے اور یہی تصور اسے کچھ تسلی دیتا ہے کہ "وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا"۔ یقیناً کم لوگ ہیں جو وعظ و نصیحت سے اپنے تصور آخرت کو پختہ کر لیتے ہیں بلکہ آج کل وعظ و نصیحت سنتا کون ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ نصیحت کرنے والے بھی اسی صف میں کھڑے ہیں جس میں وہ موجود ہے تو یہ نصیحت ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ آخرت کے تصور کو پختہ کرنے کے لئے صرف اور صرف اللہ کی کتاب ہے اس کا شعوری مطالعہ ہی انسان کو آخرت کے تصور کی پختگی کی طرف لے جائے گا۔ اس کتاب کا ہر صفحہ آخرت کے تصور کو ذہنوں میں بٹھادے گا۔ مگر مسلم قوم کی بدقسمتی یہ ہے کہ اس نے اس کتاب کی محض تلاوت پر اکتفا کر رکھا ہے۔ اسے ایصال ثواب کی کتاب بنا کر رکھ دیا ہے۔ دوسری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے علماء کرام بھی لوگوں کو اس طرف متوجہ نہیں کرتے بلکہ انہیں محض تلاوت کی تلقین کرتے ہیں۔ بغیر سمجھے تلاوت کے اگر نیکوں کا ذخیرہ مل جائے تو اسے سمجھنے کے لئے کون پاپڑ بیلے گا۔

اسلامی معاشرہ کی تعمیر کے لئے اللہ کی کتاب کو ریشمی غلاف سے نکال کر ٹیکسٹ بک کی طرح سبقاً سبقاً پڑھنا ہو گا۔ ہر فرد و بشر کو اس کے پیغام سے آشنا کرنا ہو گا، انہیں بتانا ہو گا کہ یہ اللہ کی کتاب نوع انسانی کی ہدایت کیلئے ہے ایصال کیلئے نہیں ہے۔ پورے معاشرے نے اس کتاب کے پیغام کی طرف سے منہ موڑ رکھا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اس کتاب کے پیغام کو حرز جاں بنایا ہوا ہے انہیں چاہئے کہ منظم ہو کر معاشرے میں پھیل جائیں یہ کتاب بذات خود اپنے اندر قوت تسخیر رکھتی ہے۔ ایسا کئے بغیر معاشرے کے رخ کو موڑا نہیں جا سکتا اور لوگ اس تصور میں مگن رہیں گے کہ "وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا"۔

ماڈرن عورت ' پست و زوال یافتہ فرنگی تہذیب کی کٹھ پتلی بن کر رہ جاتی ہے

مشرق کی ماڈرن خواتین دکانوں کے شوکیسوں میں سجے مجسموں کی مصداق بن گئی ہیں

عورت اندرون ملک کارفرما قوت کا پانچواں "ستون" ہے

روائتی اور جدید عورت

ڈاکٹر علی شریعتی کی نظر میں

روایتی عورت علم و آگاہی اور بیداری کی ساختہ و پرداختہ نہیں ہے بلکہ اسے جو شخصیت ملی ہے وہ دراثتاً ملی ہے۔ اس کا ماحول ایک تقدس ماب اور مذہبی خاندان ہے لیکن یہ حقیقی مذہب یعنی مذہب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے معیاری مذہب سے کوئی مشابہت و مماثلت نہیں رکھتا بلکہ اس سے کوسوں دور اور یکسر مختلف ہے۔ وہ قدامت پرست ہے اور قدامت کو مذہبیت کا مترادف خیال کرتی ہے اور اس بات کی معتقد ہے کہ جو بھی قدیم ہے وہی حقیقی' مقدس اور عین مذہب و دین ہے اور اسی دلیل کے ذریعے تبدیلی کی مخالفت کرتی ہے اور تغیر و تبدل کو ہر شکل اور ہر چیز میں یہاں تک کہ لباس و آرائش میں بھی جرم تصور کرتی ہے۔ رسم و رواج و قدامت پرستی' جدت سے فرار اور تبدیلی و تجدد سے بیزاری کو جو فرمانبرداری اور جہالت کی کوکھ سے جنم لیتی ہیں' اسلام اور دین کے برابر تصور کرتی ہے' وہ دین سے کوئی علمی تعلق نہیں رکھتی۔ دین میں سے صرف ظواہر دین سے آشنا ہے اور اس کی حقیقت و ماہیت سے بے خبر ہے۔ وہ صرف دین کے ظواہر کی ایک توہم پرست اور بے وقعت محافظ ہے اور دین کی حقیقت اور اس کے پائیدار و ناقابل تغیر حقائق کے بجائے بے مقصد متغیرات و ظاہری خرافات ہی پر عمل کرتی ہے۔

علی شریعتی کی نظر میں روایتی عورت' قدامت پرست' دقیانوسی' زمانی تقاضوں سے ناآشناء' بے مقصد' تقدس ماب' دین سے جاہل و بیگانہ اور تغیر و تبدیلی کی مخالف ہے۔ باپ کے گھر میں صرف پلتی بڑھتی ہے اور ہوا کھائے بغیر جنسی بلوغت کو پہنچتی ہے اور خریدار اور بائع کے درمیان طے پانے والی قیمت کے بدلے شوہر کے گھر پہنچا دی جاتی ہے اور یہاں آکر اس کی ملکیت کا قبالہ (Deed) اس کے کردار کی نشاندہی بھی کرتا ہے اور اس کی قیمت یا بھاؤ کا بھی۔ یہاں وہ ایک باعزت نوکرانی ہے جو گھر کا کام کاج کرتی ہے' کھانا پکاتی ہے' بچے کو دودھ پلاتی ہے اور بال بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے' گھریلو انتظام اور صفائی ستھرائی کی ذمہ دار ہے' خدمات گار اور آیا ہے۔ چونکہ بے اجرت ہے اس لئے بیگم کہلاتی ہے اور چونکہ اس کا حاکم و مالک شوہر ہے اس لئے بیوی کہلاتی ہے اور چونکہ اپنے شوہر کے بچوں کی پرورش کرتی ہے اس لئے ماں کہلاتی ہے۔ اگرچہ عورت کے کام کی حیثیت ایک نوکرانی اور دایہ سے زیادہ کچھ نہیں مگر اس کا سبب یہ ہے کہ اسے اس سے زیادہ کچھ بتایا اور سکھایا ہی نہیں گیا ہے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ ان خصوصیات کی مالک ایک روایتی عورت اپنی اہم ترین ذمہ داری یعنی ایک صالح (باصلاحیت) اولاد کی تربیت کو کسی طرح پورا نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ "جو خود ناقص بے صلاحیت اور نامکمل ہو اور تعلیم و تربیت' تفکر و تدبر' تہذیب و تمدن اور سماجی تربیت سے محروم ہو کیا وہ اس صلاحیت و استعداد کا حامل ہو گا کہ وہ نسل نو کا مربی بنے۔

جدید عورت

جدید عورت روایتی سماج سے بالکل مختلف اور متضاد ہے اور تمام انسانی و اخلاقی خصوصیات' سماجی عادات' طرز فکر اور شکل کے اعتبار سے ایک معکوس (الٹا) انسان ہے جس کے متعدد مظاہر حسب ذیل ہیں :

۱) یورپ کی بے مقصد عورت کی تقلید

ہر سوچ اور روش خواہ وہ ایک کار عبث یا دور غلامی کی رسم یا ایک نفرت انگیز رویہ ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر اس پر انگریزی نشان (Mark) ہے تو ہمارا جدت پسند طبقہ کہ جو عاجز ہے اور اچھے برے کی تمیز سے عاری ہے' کے لئے قابل توجہ اور قابل قدر ہے۔ ایک مقلد کے اندر شعور' ارادے' انتخاب (Choice)' اچھے برے اور حق و باطل میں تمیز کی صلاحیت مفقود ہوتی ہے۔ اور وہ

"ہر عیب کہ سلطان بپسند رہنراست"

"جو عیب بھی بادشاہ کے نزدیک پسندیدہ ہو ہنر اور خوب ہوتا ہے"۔

کے اصول پر کاربند ہوتا ہے۔

۲) یورپی عورت سے گہری عدم آشنائی

وہ چہرہ کہ جسے ہم یورپی عورت کے عنوان سے پہچانتے ہیں وہ ایران کا ساختہ ہے ہماری اپنی ایجاد ہے البتہ جس قسم کی عورتوں کو ہم "زن روز" میگزین کی پشت پر ملاحظہ کرتے ہیں یورپ میں یقیناً موجود ہیں۔ البتہ مخصوص ٹھکانوں پر اور بطور "زن شب" (طوائف) معروف ہیں مگر یہ عورتیں یورپی عورت کی حقیقی نمائندہ نہیں ہیں۔ جس طرح ایرانی عورت ایران میں ان مخصوص عورتوں سے الگ ہے جو کہ بین الاقوامی حیثیت کی حامل ہیں اسی طرح یورپی عورتوں میں چند ایک ہی ایسی ہیں جن کے بارے میں ہمیں علم حاصل کرنا چاہئے اور ہمیں ہمیشہ انہی کو پہچاننا چاہئے کہ وہ عورتیں جنہیں فلمیں' میگزین' ٹیلی ویژن اور جنسی ناول نگار ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اور انہیں یورپی عورت کی کلی و مجموعی شکل میں ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں' وہ دراصل یورپ کی حقیقی عورتیں نہیں ہیں۔

ہمیں صرف اسی قدر حق پہنچتا ہے کہ جاکلین یونانسز کو جو اپنی ہر چیز کو پیسے کے عوض بیچتی ہے اور جیمز بانڈ کے آس پاس اسلحہ بدست عورتوں کو یعنی محض انہی کو جو یورپی کارخانوں کے لئے قربانی کا گوشت ہیں' سرمایہ داری کے کھلونے اور کل سے چلنے والی گڑیائیں اور جدید خواجاؤں کی تسکین ہوس کے لئے تمدن جدید کی کنزیں ہیں اور بس انہی کو کہ جن کی ساری سماجی ارزش و اہمیت اور ان کے انسانی فضائل ان کے جامہ زیریں میں مضمر ہیں۔ ہم ایرانیوں کو حق پہنچتا ہے کہ ہم انہیں یورپ کی مہذب عورتیں تصور کریں۔ ہمیں ایک بار بھی توفیق نہیں ہوئی

کہ کیمبرج، سار بن یا ہارورڈ کی یونیورسٹیوں سے عورت کی تصویر بنائیں اور یہ اعتراف کریں کہ یونیورسٹی کی طالبات کس طرح صبح سے شام تک لائبریریوں میں منہمک ہیں ان کی نگاہیں ہیں کہ کتاب سے ہٹتی ہی نہیں۔

ہم پر ہرگز یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ ان خواتین سے بھی آشنائی حاصل کریں کہ جن کی عمریں علمی و فلسفی و عرفانی مطالعات و تحقیقات میں یا استعمار و استحصال کے خلاف جدوجہد میں بسر ہوئی ہیں۔

۳) اصلی تشخص اور حقیقی اقدار سے محرومی

ماڈرن عورت پست و زوال یافتہ فرنگی تہذیب کی کٹھ پتلی بن کر رہ جاتی ہے اور اپنے بلند و بالا تشخص کو کھو دیتی ہے۔ ہمارے سماج میں عورت میں تیزی سے تبدیلی آ رہی ہے۔ زمانی جبر اور شاہی مشینری اسے اپنے تشخص اور اس سے اس کی تمام سابقہ خصوصیات و اقدار سے محروم کرنے میں سرگرم عمل ہے تا کہ اسے اپنی مرضی کی شے میں بدل دیں، وہ اس کام میں مصروف ہیں اور ایک حد تک اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو چکے ہیں اور عورت اپنی جدت پسندی کے سبب اپنی بہت سی اصلیتوں، اقدار، اخلاقی نظریات و ایمانی اصولوں، تقویٰ روحانی صحت اور فکری تہذیب اور انسانی خود مختاری و آزادی کو کھو رہی ہے اور اس طرح جدید عورت مذکورہ فرنگی عورت کی کورانہ تقلیدی روش میں بطور کلی اور مطلقاً حضرت فاطمہ علیہا یعنی حقیقی عورت کی عالی ترین نمائندہ سے دور اور بیگانہ ہو رہی ہے اور اپنے اعلیٰ و اصلی تشخص سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔

۴) آزادی پرستی کو جنسی آزادی تصور کرنا

جدت پسند عورت روایتی و قدیمی طور طریقوں اور حدود و قیود سے نجات و آزادی اور مہذب بننے کو فرائڈ ازم (یعنی انسان ایک جنسی حیوان ہے) اور اخلاقی بے راہ روی کے مترادف سمجھتی ہے۔ وہ آزادی پرستی کو جنسی آزادی تصور کرتی ہے اور "اپنی جنسی حس کے دورانئے کو آزادانہ ڈانس، کلبوں، ریستورانوں، تفریح گاہوں وغیرہ کے ماحول میں بسر کرتی ہے"۔ جدت پسند عورت جو کہ روایتی نظام میں "سنگین ترین بوجھ کے نیچے دبی ہے گھٹ گھٹ کر مر رہی ہے۔ صرف اور صرف اسی بوجھ کی گھٹن اور دباؤ سے آزادی و رہائی کی خواہاں ہے، اسے حصول آزادی کے راستے اور ذریعے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

ہماری عورت علم و دانش، تہذیب سازی، روشن فکری اور سطح شعور اور تصور کائنات کے شعور و احساس کی بلندی کے ذریعے نہیں بلکہ صرف چادر اور حجاب کو تار تار کرنے سائنس، فرائڈ ازم، جنسی اساسیت اور بے ہودگی کے ذریعے پر آزادی کی متمنی ہے۔

۵) خاندانی نظام کی کمزوری

جدت پسند مرد و زن جنسی حس اور جوانی کی عمر کو آزادانہ ماحول میں گزارنے اور ہر باغ سے پھول اور ہر پھول سے خوشبو سونگھنے کے بعد اپنی اس طولانی اور تھکا دینے والی مسافت کو طے کرنے کے بعد ایک دوسرے سے روبرو ہوتے ہیں اور خاندان کی تشکیل کی آرزو اور خواہش کرتے ہیں۔ اس طرح خاندان تو متشکل ہو جاتا ہے مگر جس چیز نے ان کو ایک گھر کی جانب مائل اور ایک دوسرے کی دستگیری پر مجبور کیا ہے وہ عورت کا حسن سے دیوالیہ پن جسم فروشی میں فساد کا خطرہ اور مرد کی جنسی تھکاوٹ اور اکتاہٹ ہے۔ اس طرح خاندان تو وجود میں آ جاتا ہے مگر اس میں عشق و محبت اور ذوق و ولولہ کے احساس کے بجائے ایسی تھکاوٹ، سستی اور بیزاری کی کیفیت ہوتی ہے کہ کسی چیز میں ترو تازگی کا احساس نہیں ہوتا۔ اس کیفیت کی علت کے علم کے باوجود بے علمی کا احساس غالب رہتا ہے۔ کوئی چیز دل کو نہیں بھاتی۔ درحقیقت یہ دونوں زن و مرد بغیر کسی شوق اور جذبے کے ایک دوسرے کو اپنانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ انہیں ایک دوسرے کی احتیاج ہے اور نہ ایک دوسرے میں پناہ کی تلاش۔ انہیں ایک دوسرے میں رازداری کا احساس و شعور ہے اور نہ باہمی وصال کے معمے کا۔ درحقیقت یہی کیفیت خاندانی نظام کی بنیادوں کی کمزوری کا سبب ہے۔ ایسے خاندانوں میں بچوں کے اندر کوئی اشتیاق، جذبہ اور ولولہ نہیں ہوتا۔ دونوں اپنی آزادی کو بچے پر نثار کرنے کے جذبے سے محرومی کی بنا پر بچے کو کسی نرسری کے سپرد کر کے اس کی فیس ادا کرتے رہتے ہیں اور اس طرح اپنی آزادانہ زندگی کے دوام و تسلسل کو برقرار رکھتے ہیں۔

۶) استعمار کا پانچواں ستون (عورت)

استعمار کا مقصود یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں عورت کو نہ صرف یورپ اور امریکہ میں بننے والی اشیاء کی صارف میں بدل جائے بلکہ ایک ایسے عامل و عنصر کے بطور کہ جو خاندان میں سماجی تعلقات موجودہ و آئندہ نسلوں، معاشی ڈھانچے، اخلاق، اقدار، ادب، فن اور نظریات وغیرہ پر گہرے اور انقلابی اثرات مرتب کر سکتا ہے، بروئے کار لایا جائے۔ زمانی تقاضے، تہذیب، سماجی مسائل، جدید معیشت و سماجی تعلقات میں تبدیلی اور نئی فکر یہ سب باتیں اسلامی معاشرے میں طرز زندگی اور اقدار کو دگرگوں کر دیں گی اور عورت ناچار اسلامی معاشرے کی روح و بدن اور اس کی ظاہری و باطنی روایات و اقدار کو اس بنا پر بدل دے گی کہ آج کی عورت کے لئے سابقہ حالات و امکانات ناممکن و ناکافی ہیں۔ اس خلاء کو سرمایہ داری پر کرتی ہے اور اپنے سانچوں کو تیار کرتی ہے تا کہ جونہی عورت اپنے روایتی سانچے سے باہر نکلے تو اسے اپنا سراپا پہنا دے اور اپنی پسندیدہ شکل و صورت میں ڈھال لے اور پھر اپنی بجائے اسی کو اپنے ہی سماج کی بیخ کنی پر مامور کر دے اور فرانکو کے بقول عورت "ملک کے اندر کارفرما بیرونی قوت" یا "پانچواں ستون" ہے۔

۷) صارفیت زدگی

جدید نظام میں ماڈرن عورت کی تعریف یہ ہے کہ عورت ایک خریدار جانور ہے۔ بالفاظ دیگر عورت ایک ایسے انسان نما حیوان میں تبدیل ہو جاتی ہے جو اشیاء کی خریداری کرتا ہے اور اس کے علاوہ اسے نہ کوئی ہنر آتا ہے اور نہ ہی اسے کسی بات کا شعور ہوتا ہے اور وہ اس طرح مقصدیت اور قدر و قیمت سے محروم ہو جاتی ہے۔

تہران میں ۱۹۵۶ء سے لے کر ۱۹۶۶ء تک صرف کاسمیٹکس (میک اپ کا سامان) کے استعمال میں ۵۰۰ گنا اضافہ اور بیوٹی پارلرز کی تعداد پہلے سے ۵۰۰ گنا ہو گئی ہے اور ۵۰۰ گنا ایک بہت بڑی تعداد (Figure) ہے۔

پوری انسانی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ معاشی سامان کا مصرف آٹھ فیصد، نو فیصد، دس فیصد اور بیس فیصد بڑھتا ہے یا کہ پچاس ہزار فیصد؟۔ یہ تو معاشرے میں ایک مثالی (Symbolic) مصرف اور استعمال ہے، ہمیشہ ایک مصرف دوسرے مصرف کو دعوت دیتا ہے۔ چنانچہ جب یورپ کسی نئے مصرف کو کسی معاشرے میں متعارف کراتا ہے تو وہ دوسرے مصارف کے لئے بھی دروازے کھول دیتا ہے۔ مصرف کو بدلنے کے لئے نظریئے، طرز زندگی اور سماجی تاریخ و روایت کو بدلنا پڑتا ہے۔

یہ وہ روش ہے جس کو اختیار کر کے جدت پرست عورت مغرب کی اندھی تقلید میں اس کی نفیس (Delux) اشیاء کے بے محابا استعمال کے ذریعے اپنے سماج کو آتش بداماں کر دیتی ہے جس کا نتیجہ مغرب پر انحصار اور ملی بدبختی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

اس طرح مشرق کی ماڈرن خواتین مذکورہ بالا مظاہر کی رو سے "دکانوں کے شوکیسوں میں سجے مجسموں کی مصداق بن گئی ہے"۔ یعنی نہ تو مشرقی رہی ہیں اور نہ مغربی بن پائیں ہیں بلکہ مغرب کی کھوکھلی اور سجی سجائی کٹھ پتلیاں بن چکی ہیں کہ جن میں نہ تو ہماری گزشتہ عورت کا احساس باقی رہا ہے اور نہ موجودہ عورت کا شعور۔ یہ کل سے چلنے والے کھلونے ہیں جو نہ حوا ہیں نہ آدم، بیویاں ہیں نہ محبوبائیں، گرہستیں ہیں نہ کمانے والیاں، نہ ہی بچے کے لئے ہیں اور نہ سماج کے لئے بالفاظ دیگر ماڈرن عورت جدیدیت کی بدلی ہوئی شکل کی واضح ترین مظہر ہے۔

(ایران شناسی، سال چہارم، شمارہ ۲)

دیر آید درست آید

پروٹسٹنٹ عیسائیوں کا اِعترافِ حقیقت

اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

مرد اور عورت کی برابری کا دعویٰ کرنے والے یہ خبر سن کر مایوس اور مولوی حضرات خوش ہوں گے کہ امریکی پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی بہت بڑی تنظیم Souther Baptist جسے قدامت پرستی کے حوالے سے بہت اثر و رسوخ حاصل ہے' اپنے اہم عقائد میں ایک ترمیم کے ذریعے اس بات کو شامل کر لیا ہے کہ گھر کا سربراہ مرد ہے اور خاندان کی کفالت' تحفظ اور قیادت اس کی ذمہ داری ہے۔ عائلی زندگی سے متعلق دو سو پچاس لفظی یہ ترمیم سالانہ اجلاس میں بپٹسٹ فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد نے بڑے پرجوش طریقے سے ہاتھ اٹھا کر منظور کر لی۔ نیویارک ٹائمز کے مطابق حالیہ برسوں میں یہ ایک بہت بڑی تبدیلی ہے جو ایک اہم مذہبی فرقے کے نقطۂ نظر میں آئی ہے۔ اس عیسائی فرقے کے ارکان کی تعداد سولہ ملین کے لگ بھگ ہے جن میں صدر کلنٹن' نائب صدر الگور' ہاؤس سپیکر نیوٹ گنگر اور سینٹ میں اکثریتی پارٹی کے راہنما ٹرینٹ لوٹ شامل ہیں۔

بپٹسٹ فرقے نے ایک سال قبل مشہور تفریحی ادارے' والٹ ڈزنی کا اس بنا پر بائیکاٹ کا اعلان کر دیا تھا کہ وہ ہم جنس پرستی کو جائز سمجھتی ہے۔ ۱۹۹۶ء کے سالانہ کنونشن میں یہودیوں میں تبلیغ کرنے کا ایک مشنری فیصلہ کیا گیا جس سے یہودیوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی تھی گو ترمیم میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ خدا کے ہاں عورت اور مرد میں کوئی تفریق نہیں' لیکن ازدواجی زندگی سے متعلق ترمیم میں جن الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے ان سے انتہائی قدامت پرستی کا اظہار ہوتا ہے۔ ترمیم کے لئے بائبل کی افیسوں (Ephesian) S:22-33 جیسی عبارات کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ جس میں شوہر اور بیوی کے درمیان تعلقات کو مسیحؑ کی کلیسا پر حکمرانی سے تشبیہ دی گئی ہے' حالانکہ آج کل پروٹسٹنٹ اور کیتھولک دونوں فرقوں کی اکثریت اس نوع کی عبارات کا یہ مفہوم بیان نہیں کرتی۔ چنانچہ امریکہ کے رومن کیتھولک بشپس نے چار سال قبل خاندانی زندگی سے متعلق اپنے پیغام میں کہا تھا کہ شوہر اور بیوی کے کرداروں کا تعین نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہونے کے باوجود "باہمی رضامندی" کی بنیاد پر استوار ہونا چاہیے۔

نارتھ کیرولینا کی ایک مذہبی تربیت گاہ کے صدر' پیگ پیٹرسن نے' جنہیں منگل کے روز تنظیم کا صدر منتخب کیا گیا تھا' کہا کہ مذکورہ ترمیم خاندان کے ادارے میں بڑھتی ہوئی بحرانی کیفیت کا ردعمل ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جو لوگ اس ترمیم میں استعمال کئے گئے الفاظ کو اشتعال انگیز سمجھتے ہیں وہ بائبل کی تعلیمات سے نابلد ہیں۔ کنونشن میں شریک مختلف خواتین نے ووٹ سے قبل لئے جانیوالے انٹرویوز میں اس ترمیم کو بپٹسٹ تعلیمات کے مطابق قرار دیا۔ ایک خاتون کا کہنا تھا کہ میرے خیال میں حضرت عیسیٰؑ گھر کا سربراہ مرد ہی کو بنانا چاہتے تھے۔ ایک دوسری خاتون کی رائے تھی کہ خاوند اگر عیسائی راہبر ہوگا تو عورت بخوشی اس کی قیادت قبول کر لیگی لیکن ایک اور خاتون نے اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مرد گھر میں آمر بن کر مسلط ہو جائے۔ خاوند کو گھر میں "چھتری" کا کام دینا چاہئے جس کے نیچے گھر کے افراد محفوظ رہیں۔ حالیہ ترمیم ایک سات رکنی کمیٹی نے تیار کی تھی جو تنظیم کی چوٹی کی قیادت پر مشتمل تھی۔ کمیٹی میں شامل دو خواتین میں سے ایک پیگ پیٹرسن کی بیوی' ڈورتھی پیٹرسن تھیں۔ ترمیم میں کہا گیا ہے کہ خاندان معاشرے کا بنیادی ادارہ ہے جو شادی' رحمی یا اختیاری رشتوں میں منسلک افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسطرح طلاق' ہم جنس پرستی پر مبنی "شادیوں" اور اسقاط حمل کو اس ترمیم میں اشارتاً رد کر دیا گیا ہے۔

("نیشن" ۱۱ جون)

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ خالصتان تحریک پھر زندہ ہو گئی (ایک خبر)

✪ "ست سری اکال کی جے"

☆ بھارت کو کشمیر سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ (فاروق عبداللہ)

✪ حمیت نام تھا جس کا گئی فاروق کے گھر سے

☆ بیماری کے سبب ورزش نہیں کر سکتا' صرف سورۂ یٰسین پڑھتا ہوں۔ (آصف زرداری)

✪ سورۂ یٰسین تو آپکے "بہی خواہوں" کو پڑھنی چاہئے۔

☆ امریکہ بہت بڑا شیطان ہے۔ (جاپانی وفد)

✪ اِعترافِ حقیقت

☆ کالا باغ ڈیم کی مخالفت اخلاقی کمینگی ہے۔ (غلام مصطفیٰ کھر)

✪ بلا تبصرہ

☆ اثاثے منجمد ہونے کے بعد بے نظیر بچوں کو روٹی کہاں سے کھلائیں گی۔ (اعتزاز احسن)

✪ جناب! سید علی ہجویریؒ کے مزار کا لنگر ایسے ہی "غریب غربا" کے لئے ہے۔

☆ برطانیہ میں ہم جنس پرستی کیلئے عمر کی حد ۱۸ سال سے کم کر کے ۱۶ سال کرنے کا فیصلہ۔

✪ انسانی حقوق کے دعوی داروں کا مکروہ و غلیظ چہرہ!

☆ پاکستان اور بھارت پر پابندیاں! امریکی کسانوں کو نقصان پہنچے گا۔ (امریکی سینیٹر)

✪ لٰہذا.....پابندیاں اٹھالی جائیں!

☆ قاضی حسین احمد نے انتہائی قیمتی غیر ملکی پجارو کا استعمال ترک کر دیا۔ (ایک خبر)

✪ "بہت دیر کی مہرباں آتے آتے"

✪ پیر پگاڑو نے حکومت کو کالا باغ ڈیم کی حمایت کا یقین دلا دیا۔

☆ یہ یقین دہانی کافی "مہنگی" پڑے گی۔

✪ پاکستان نے بیرونی قرضے نہ لینے کا اعلان کر دیا۔ (سرتاج عزیز)

☆ "مرتا کیا نہ کرتا"

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

حلقہ پنجاب شمالی، شنکیاری (ہزارہ ڈویژن) کی مبتدی تربیت گاہ

مرے عزم میں ہے وہ چاندنی میرے شوق میں ہے وہ روشنی
جو نہ چشم رہنما میں ہے، نہ چراغ راہگزر میں ہے

شنکیاری ہزارہ ڈویژن میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو شاہراہ ریشم پر مانسہرہ سے ۱۵/ کلومیٹر کے فاصلہ پر کوہ ہمالیہ کی چوٹیوں کے دامن میں واقع ہے۔ قدرتی مناظر سے مالا مال اس علاقے میں چائے کے باغات بھی ہیں۔ اس قصبہ کے رہائشی رفیق تنظیم جناب عبدالحکیم اخوند زادہ کی خواہش پر ماہ جون میں مبتدی تربیت گاہ کا اہتمام کیا گیا۔ جناب عبدالحکیم اخوند زادہ اُن خوش قسمت رفقاء میں سے ہیں، جنہیں سعودی حکومت نے ع "اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں" کی پاداش میں ملک بدر کر دیا۔ ان کا جرم صرف یہ تھا کہ یہ لوگ اقامت دین کی بات کرتے ہیں؟ موصوف اپنے امیر کے فراہم کردہ "رخت سفر" کو ایک امانت کی طرح سینے سے لگائے جب شنکیاری پہنچے تو اُن پر ایک ہی دھن سوار تھی کہ یہاں بھی تنظیم کی مشعل روشن کی جائے، کیا عجب کہ شاید کچھ پروانے اس شمع کے گرد جمع ہو جائیں۔ جذبہ صادق ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید و نصرت بھی مل جاتی ہے۔ چنانچہ موصوف کی خواہش کے مطابق مبتدی تربیت گاہ کے انعقاد کی اجازت مل گئی۔ شنکیاری میں تربیت گاہ کے مقام پر انتظامات کا جائزہ لیا گیا اور تربیت گاہ کے بینرز اہم مقامات پر لگا دیئے گئے تاکہ رفقاء کو وہاں پہنچنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ جناب عبدالحکیم نے اپنے بیٹے ریاض صاحب کی وساطت سے تربیت گاہ کا انتظام دریائے سیرن کے کنارے ایک فلیٹ میں کیا جسے وہ ٹیوشن سنٹر کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اِن کے پانچ جواں سال بیٹوں میں سے چار بیٹوں نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ ان کا پانچواں بیٹا پشاور یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہے۔

۶ جون کی شام ہی سے رفقاء کی شنکیاری آمد شروع ہو گئی۔ ناظم حلقہ جناب شمس الحق اعوان، جناب رحمت اللہ بٹر (ناظم تربیت)، جناب اشرف وصی (معاون)، جناب حبیب حسین شاہ ناظم بیت المال حلقہ پنجاب شمالی اور نقیب اسرہ پنڈی گھیپ جناب محمد امین کی معیت میں شنکیاری پہنچ گئے۔ شرکاء تربیت گاہ کی تعداد ۱۴ تھی، جن میں دس رفقاء اور چار احباب تھے۔ بصیر احمد اور سردار محمد ثاقب ایبٹ آباد سے، غلام سرور مانسہرہ سے، اسلام آباد سے میجر (ر) عبدالصبور راٹھور، محمد شریف خیال، خلیل احمد اور محمد بخش، راولپنڈی سے ڈاکٹر جاوید اقبال، پنڈی گھیپ سے محمد زبیر، اٹک سے عبدالعزیز اعوان، عبدالحفیظ، ایبٹ آباد سے محمد سرفراز، اسد قیوم اور سعد قیوم۔ جناب سیف الرحمٰن بٹل سے، بدرالاسلام عطر شیشہ سے اور جناب ذوالفقار علی ایبٹ آباد سے تشریف لائے۔ دوران تربیت شنکیاری اور اسکے گردو نواح کے دیہات میں لوگوں سے رابطہ اور تنظیم کی دعوت متعارف کرانے کا فیصلہ ہوا۔ اس مقصد کیلئے تین گروپ تشکیل دیئے گئے جن کی قیادت راقم شمس الحق اعوان اور جناب اشرف وصی نے کی۔ اس حوالے سے مختلف طبقات کے لوگوں سے ملاقات رہی، جن میں سکول کے اساتذہ، ڈاکٹرز اور تاجر قابل ذکر ہیں۔ یوں تنظیم کے بنیادی اور انقلابی فکر کو شنکیاری کے عوام میں متعارف کرایا گیا۔ شنکیاری کی جامع مسجد میں خطاب کرنے کا موقع بھی ملا۔ دو دن نماز مغرب اور نماز عصر کے بعد شمس الحق اعوان اور محمد اشرف وصی نے لوگوں کو اقامت دین کی فرضیت کے بارے میں آگاہ کیا۔ سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سکولوں کے ہیڈ ماسٹر اور پرنسپل صاحبان سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ یہ ملاقاتیں راقم، شمس الحق اعوان اور اشرف وصی نے کیں جس کے نتیجہ میں "بغہ" کے ہائر سیکنڈری سکول میں محمد اشرف وصی کو طلباء اور اساتذہ سے "صبح کی دعا" کے وقت خطاب کا موقع ملا۔

۱۱/ جون کو جناب محمد اشرف وصی نے بغہ کے سکول میں اساتذہ اور طلباء سے خطاب کرتے ہوئے مسلمان، مومن، عبادت اور دین کے مفہوم کی وضاحت کی۔ سکول ہذا کے پرنسپل اور اساتذہ کی کثیر تعداد امیر محترم سے نہ صرف متعارف ہے بلکہ یہ لوگ امیر محترم کے مدح خوانوں میں بھی شامل ہیں۔ تربیت گاہ ۷ جون بعد نماز ظہر سے ۱۳ جون نماز ظہر تک جاری رہی۔ قیام و طعام کے انتظامات راقم کے سپرد تھے اس سلسلہ میں جناب محمد امین صاحب نے میری معاونت کی۔ ۹ جون کو نائب امیر تنظیم اسلامی پاکستان ڈاکٹر عبدالخالق صاحب شنکیاری تشریف لائے۔ ان کی تشریف آوری بھی اپنی جگہ کافی اہمیت کی حامل رہی کیونکہ شرکاء تربیت بھی اپنے نائب امیر سے متعارف ہو گئے۔ انہوں نے شرکائے تربیت سے خطاب کیا۔ ۱۳ جون ۹۸ء تقریباً ساڑھے گیارہ بجے دوپہر یہ مختصر سا قافلہ تربیت گاہ مکمل کر کے شنکیاری سے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گیا۔ (رپورٹ : محمد طفیل گوندل)

لاہور شمالی کا جلسۂ خلافت

ہنود و یہود کے تاریخی گٹھ جوڑ کے نتیجہ میں "ہندو بم" نے وطن عزیز پاکستان بلکہ پوری ملت اسلامیہ میں بیداری کی ایک نئی لہر دوڑا دی ہے۔ چنانچہ جواب آں غزل کے طور پر مغربی استعمار کے دباؤ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسلامی بم کا دھماکہ کرنے پر کارپردازان حکومت لائق صد مبارکباد ہیں۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی لاہور شمالی کے امیر جناب اقبال حسین نے کیا جو میاں میر کالونی میں منعقدہ جلسہ خلافت کے شرکاء سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر میاں نواز شریف صاحب نے کتاب و سنت کی غیر مشروط و بلا استثنا بالادستی کے ساتھ ساتھ سود پر مبنی نظام معیشت کو ختم کرنے میں اپنا وعدہ ایفانہ کیا تو تاریخ کے اس نازک موڑ پر ہم نصرت خداوندی سے قطعاً محروم رہیں گے اور کوئی عجب نہیں کہ اللہ کے عذاب کا کوئی شدید تر کوڑا ہماری پیٹھ پر برسے۔

احادیث نبویہؐ کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے واضح کیا کہ ان شاء اللہ مستقبل قریب ہی میں طالبان کی اسلامی حکومت کے ساتھ ارض خداداد پاکستان کے کنفیڈریشن کے نتیجہ میں عالمی سطح پر احیاء اسلام کا نقطہ آغاز ہو گا۔ نظام خلافت کی برکات کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے یہ بات زور دے کر کہی کہ سرمایہ داری اور جاگیرداری کے خاتمہ ہی میں انسانیت کی فلاح ہے اور اسلامی ریاست ہر شہری کی بنیادی ضروریات کی فراہمی کی ضامن ہے۔

نظام خلافت کو برپا کرنے کیلئے عملی جدوجہد کا نقشہ کار بیان کرتے ہوئے جناب اقبال حسین صاحب نے حاضرین جلسہ کو متوجہ کیا کہ اقامت دین کی جدوجہد بندۂ مومن کے بنیادی فرائض میں شامل ہے نیز یہ کہ محض دعوت و تبلیغ اور انتخابی سیاست قیام نظام اسلام کیلئے کبھی بھی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتی۔ (رپورٹ : محمد طارق جاوید)

اُسرہ تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام

اُسرہ تیمر گرہ نے ۳۰/ مئی کو رباط نامی گاؤں میں ایک روزہ پروگرام منعقد کیا۔ اس پروگرام کے لئے مولانا حقانی ناظم حلقہ مالاکنڈ ڈویژن کو خصوصی دعوت دی گئی۔ اجتماعی دعا کے بعد چھ رکنی قافلہ عازم سفر ہوا اور نماز عصر سے قبل مقررہ مسجد پہنچا۔ نماز عصر کے فوراً بعد مولانا غلام اللہ حقانی نے جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر گفتگو کی، سامعین کی تعداد تقریباً ۵۰ تک تھی۔ نماز مغرب تک باہمی گفتگو اور مشورہ ہوا۔ نماز مغرب کے بعد نقیب اُسرہ محمد فہیم صاحب نے "فرائض دینی کا جامع تصور" کے موضوع پر خطاب کیا۔ سامعین کی اکثریت تعلیم یافتہ حضرات اور جماعت اسلامی اور

جمعیت طلباء کے احباب پر مشتمل تھی۔ نماز عشاء کے بعد مولانا حقانی نے سورۃ الفاتحہ کی پہلی تین آیات کا درس دیا جسے احباب نے خاصا پسند کیا۔ اکثر احباب نے خواہش ظاہر کی کہ اس درس کو تو ریکارڈ کرنا چاہئے تھا۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد جب مولانا نے سورۃ الفاتحہ کی بقیہ چار آیات کا درس دیا تو اس درس کو باقاعدہ ریکارڈ کیا گیا۔ ناشتہ کے بعد ۹ تا ۱۱ بجے رفقاء کی ذاتی تربیت کا پروگرام ہوا۔ اس نشست میں نظام العمل کا اجتماعی مطالعہ کیا گیا۔ نماز ظہر کے بعد مولانا ایک بار پھر سامعین سے مخاطب ہوئے اور منہج انقلاب نبویؐ کے چھ مراحل بالترتیب بیان کئے۔ تقریر کے دوران یہ اعلان بھی ہوا کہ ہماری آخری نشست نماز عصر کے فوراً بعد منعقد ہوگی اور آخر میں سوالات و جوابات بھی ہونگے۔ نماز عصر کے بعد محمد فہیم صاحب نے اختتامی کلمات ادا کئے۔ پروگرام کے اختتام پر احباب کی طرف سے چند سوالات بھی ہوئے جن کے محمد فہیم صاحب نے مدلل طریقے سے جوابات دیئے۔ (رپورٹ: شاہ وارث)

ناظم تربیت کا دورہ بہاولنگر

رفیق تنظیم محترم نثار احمد شفیق نے ۲ کنال سے زائد رقبے پر مشتمل پلاٹ دین حق ٹرسٹ کو ہبہ کیا ہے تاکہ یہاں قرآن اکیڈمی و تنظیم اسلامی کے دفاتر تعمیر کئے جائیں۔ ناظم تربیت محترم رحمت اللہ بٹر کا دورہ اسی پلاٹ کی تعمیر کے سلسلے کی ایک کڑی تھا۔ جناب رحمت اللہ بٹر کی ہارون آباد آمد کے موقع سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے فیصلہ ہوا کہ انہیں پورے ضلع کا دورہ کرایا جائے۔ ۱۵ مئی بروز جمعہ ناظم تربیت اور نائب ناظم حلقہ پنجاب شرقی محمد اشرف وصی رات بھر کا سفر کر کے صبح ہارون آباد پہنچے' رفیق تنظیم ذوالفقار علی نے ان کا استقبال کیا۔ نماز جمعہ کے بعد مہمانان گرامی نثار احمد شفیق' محمد رمضان راقم کے ہمراہ ضلع کھچی والا روانہ ہو گئے جہاں ہفتہ وار درس قرآن مسجد واقع غلہ منڈی کھچی والا کی مشہور شخصیت حاجی بشیر احمد صاحب کے تعاون سے ہو رہا ہے۔ انہی کے گھر کچھ دیر رکنے کے بعد عصر کی نماز سے فارغ ہو کر ناظم تربیت نے خطاب کیا۔ فورٹ عباس میں ہفتہ وار درس قرآن کا سلسلہ مسجد ڈگیاں میں غلہ منڈی فورٹ عباس کی ایک اہم شخصیت جناب محمد حسین کی سرپرستی میں جاری ہے۔ فورٹ عباس میں ہمارا پڑاؤ "چاچا کتاب گھر" تھا جس کے مالک محمد عباس صاحب شہر کی ہر دلعزیز شخصیت ہیں۔ بعد نماز عشاء ناظم تربیت نے یہاں خطاب کیا بعد ازاں ہارون آباد واپسی ہوئی۔

ہارون آباد تنظیم اسلامی ضلع بہاولنگر کا اصل مرکز ہے۔ ۱۶ مئی کو مذکورہ بالا پلاٹ کی تعمیر وغیرہ کے حوالے سے معاملات طے کئے گئے۔ اسی روز بعد نماز عشاء رفیق تنظیم محترم محمد رمضان کی رہائش گاہ میں رحمت اللہ بٹر نے ایک دعوتی اجتماع سے خطاب کیا۔ چشتیاں میں ہفتہ وار درس قرآن کا سلسلہ محترم ڈاکٹر محمد جاوید اقبال کے تعاون سے "ملت آئی اینڈ جنرل ہسپتال چشتیاں" میں جاری ہے' اس

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کا تنظیمی اجتماع

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کا ماہانہ اجتماع تنظیم کے دفتر واقع سمن آباد میں قائم مقام امیر جناب فیاض اختر میاں کی صدارت میں ہوا۔ درس قرآن فیاض محمد صاحب نے دیا۔ سورۃ الفتح کی آخری آیت زیر درس رہی۔ زیر درس آیت مبارکہ میں حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے وہ Salient Features یہ ہیں کہ کفار کے لئے چٹان کی مانند سخت جبکہ اہل ایمان کے لئے انتہائی رحیم و شفیق ہیں۔ جب حضرت ابو سفیانؓ (جو فتح مکہ کے موقعہ پر ایمان لائے) نے تجدید صلح حدیبیہ کی کوشش کی تو حضرت محمدؐ مضبوط چٹان کی مانند اپنے فیصلہ پر قائم رہے اور اس ضمن میں صحابہؓ نے بھی کوئی نرمی نہ برتی۔ یہ لوگ خلوص و اخلاص کے ساتھ رکوع و سجود کرنے والے ہیں۔ صحابہ خیر الخلائق ہیں۔ تورات اور بائبل میں اس گروہ کی تمثیل بیان کی گئی ہے کہ جیسے کھیتی پھلتی پھولتی ہے بعینہ دعوت محمدیؐ کا معاملہ رہا۔ مدرس نے دوران درس چند حوالے جات بزبان انگلش پیش کئے۔

According to Prophet Muses words: "And the Lord said unto me. I will raise them up a Prophet from among their brethern, like unto thee, and will put my words unto them all that I shall commond him. (Deuteronomey: 18:17:18)

- *Let the wilderness of and the cities therof lift up their voice, the villages that Ke'dar doth inhabit. Let the inhabitants of the rock sing, let them shout from the top of mountains. (Isaiah: 42:11)*
- *He shall nor cry, nor lift up, nor cause his voice to be heard in the street" (Dr. Jamal Badawi "Muhammad like the Bible"*
- *Hazrat Muhammad SAW, "He shall not fail nor be discouraged till he has set judgement in the earth, he shall prevail against his enemies and shall bring judgement to the Gentiles."*

درس قرآن کے بعد ناظم تنظیم جناب محمد عباس نے ماہ مئی ۹۸ء کی تنظیمی رپورٹ پیش کی۔ بطور ناظم موصوف کی پہلی کاوش تھی۔ رپورٹ میں تمام اسروں کی کارکردگی کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا۔ فیاض اختر میاں نے عزیز حکیم' امیر الدین' محمد عارف حسن بھٹی کو دعوت دی کہ "ذاتی رابطہ" کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا گیا اس کی وضاحت کریں تاکہ دیگر رفقاء بھی اس سے آگاہ ہو سکیں اور انہیں ذاتی رابطے کے لئے راہنمائی کا ساماں ہو سکے۔ اہم ترین بات یہ تھی کہ ذاتی رابطہ کرنے کے بعد Follow up کیا گیا۔ جس کے مثبت نتائج برآمد ہوئے۔ جناب محمد عبد الرشید رحمانی نے کہا کہ رفقاء و احباب کے درمیان محبت و اخوت کی فضا ہونی چاہئے تاکہ اپنائیت کا ماحول پیدا ہو۔ اس سے دعوت کا راستہ ہموار ہوگا۔ دین کے قیام کے لئے "دیوانگی" چاہئے جس کی رفقاء میں بہت کمی ہے۔

جناب شاہد عبد اللہ نے کہا کہ عوام الناس میں قرآن مجید سے قربت پیدا کرنے کے لئے محنت و کاوش اور مسلسل رابطہ شرط لازم ہے۔ ہمیں پہلے کردار و عمل کا خود پیکر بننا ہوگا۔ چوہدری عباس نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے قیامت سے متعلق احادیث مبارکہ کا انتخاب کیا تھا۔ چند چیدہ چیدہ نشانیاں یہ ہیں "فے کا مال حلال سمجھنا' امانتوں کو اپنا مال گردانا' زکوٰۃ کی ادائیگی کو ٹیکس سمجھنا' دین کا علم دنیاوی فوائد کے لئے حاصل کرنا' دین کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بیوی کی اطاعت کرنا' ماں کی نافرمانی کرنا' دوست کے قریب آنا اور باپ سے دور ہونا' مسجدوں میں شور و غل کا ہونا' قوم کی سرداری فاسق و فاجر کو دیا جانا' کسی کی تعظیم اس کے لفنگے پن کی بنا پر کرنا' گانے بجانے والیوں اور شراب کا عام استعمال ہونا۔ رفقاء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا گیا کہ اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں وہ اپنی اصلاح و فلاح کی راہ کو ڈھونڈیں۔

ماہانہ اجلاس کے مہمان خصوصی جناب عبد الرزاق صاحب تھے۔ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے خوشی و مسرت ہوئی ہے کہ اقامت دین کے لئے رفقاء میں مثبت جذبات پیدا کرنے کے لئے اختیار کردہ طریقہ کار بہت مناسب ہے۔ لاہور جنوبی میں رفقاء کو متحرک کرنے کے لئے عمدہ طریقے سے منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ دوسری تنظیموں میں بھی اس طریقہ کار کو رائج کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ جن رفقاء نے ابھی تک مبتدی تربیت میں شرکت نہیں کی' انہیں کہا گیا کہ وہ اولین فرصت میں تربیت گاہ میں شرکت کر کے تنظیمی تقاضے کو پورا کریں۔

(رپورٹ: ابو المتاب چوہدری)

درس میں خواتین بھی کافی تعداد میں شرکت کرتی ہیں۔ غلہ منڈی چشتیاں کی معروف شخصیت جناب محمد حسن ان پروگراموں کے روح رواں ہیں۔ دعوتی پروگرام اور کھانے سے فارغ ہو کر ہم لوگ کچھ دیر حسن صاحب کے گھر ٹھہرے اور پھر بہاولنگر کی جانب روانہ ہو گئے، جہاں ایک اُسرہ اور تنظیم کا دفتر بھی قائم ہے۔ یہاں رفیق تنظیم محترم رضی الدین بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ نماز مغرب کے بعد رحمت اللہ بٹر صاحب نے خطاب کیا۔ پروگرام کے اختتام کے بعد انہوں نے لاہور اور ہم نے ہارون آباد کی راہ لی۔

(رپورٹ : محمد منیر احمد)

اُسرہ پنڈی گھیپ کے تعلیمی اداروں میں دعوتی سرگرمیاں

معاشرے میں تین طبقے ایسے ہوتے ہیں جو اپنے اثرات سے دوسروں کو متاثر کرتے ہیں ایک استاد، دوسرا علماء، تیسرا پیران عظام کا طبقہ۔ یہ تین طبقات اگر اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقے سے ادا کریں تو ایک اچھا نظریاتی مسلم معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔ تنظیم اسلامی پاکستان کے مرکز کی طرف سے جاری شدہ ہدایت کے مطابق اُسرہ پنڈی گھیپ کے رفقاء نے سکولوں میں دعوتی کام شروع کیا۔

۲۲/ اپریل کو اخلاص ہائی سکول پنڈی گھیپ میں اساتذہ کرام سے ملاقات ہوئی۔ نقیب اُسرہ محمد امین نے سکول کے ہیڈ ماسٹر سے اجازت حاصل کی۔ ۲۲/ اپریل کی صبح حلقہ پنجاب شمالی کے ناظم جناب شمس الحق اعوان اور اورنگ زیب عباسی پنڈی گھیپ تشریف لائے۔ اساتذہ کرام سے شمس الحق اعوان نے تفصیلی گفتگو کی۔ بعد میں اساتذہ کرام اور سینئر ہیڈ ماسٹر صاحب کو لٹریچر بھی دیا گیا۔

۲۸/ اپریل کو تلہ گنگ ہائی سکول میں حافظ شفیق صاحب اساتذہ کے ہمراہ محترم شبیر احمد ملک سے گفتگو ہوئی انہیں بھی لٹریچر دیا گیا۔ تین مزید احباب سے ملاقات کر کے انہیں لٹریچر مہیا کیا گیا۔

۳۰/ اپریل کو نقیب اُسرہ اور حافظ شفیق احمد ڈھوک ڈب کے پرائمری سکول پہنچے، وہاں ایک ہی استاد تعینات ہیں۔ جناب شفیق احمد سے مفصل گفتگو ہوئی اور انہیں لٹریچر بھی دیا گیا۔ شفیق احمد صاحب نے کہا کہ ہمارے آگے نہ بڑھنے میں بہت سی رکاوٹوں میں سے ایک رکاوٹ فرقہ پرستی کی لعنت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا کردار اس لحاظ سے قابل ستائش ہے کہ وہ فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر خالص اللہ کے دین کے لئے کام کر رہے ہیں۔ محترم شفیق احمد نے یہ ارادہ بھی ظاہر کیا کہ وہ ان شاء اللہ پنڈی گھیپ میں ہونے والے تنظیمی پروگراموں میں شرکت کیا کریں گے۔

(رپورٹ : حافظ شفیق احمد اعوان)

تنظیم اسلامی سیالکوٹ کی سرگرمیاں

ناظم حلقہ گوجرانوالہ جناب شاہد اسلم کی ہدایت کی روشنی میں اساتذہ میں "اقامت دین" کی دعوت کو عام کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ ۲۴ مئی بروز اتوار علامہ اقبال پبلک ہائی سکول سیالکوٹ ہال میں اساتذہ کے لئے ایک خصوصی لیکچر کا اہتمام کیا گیا۔ مقرر کے فرائض پروفیسر محمد اشرف ڈھلوں نے انجام دیئے، لیکچر کا موضوع "اسلام کا مستقبل اور اساتذہ کی ذمہ داریاں" تھا۔ گیلری میں خواتین کے لئے بھی الگ انتظام تھا۔ خواتین اساتذہ کی ایک بڑی تعداد نے اس لیکچر کو سنا۔ لیکچر کے بعد سوال و جوابات کی نشست ہوئی۔

ناظم حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن جناب شاہد اسلم کچھ عرصہ قبل تنظیم اسلامی کے ایک وفد کے ہمراہ افغانستان کے دورے پر تشریف لے گئے تھے۔ اس دورے کی اہمیت کے پیش نظر ایک پریس کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ ایک طرف افغانستان میں طالبان کے زیر امارت آنے والی برکات سے عوام کو بذریعہ پریس آگاہی دی جا سکے اور دوسرے تنظیم اسلامی سیالکوٹ کا پریس سے رابطہ میں اضافہ ہو سکے۔ یکم جون بروز پیر پریس کلب سیالکوٹ میں ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس میں ناظم حلقہ نے دورۂ افغانستان کے تاثرات بیان کئے۔ مزید برآں افغانستان کی موجودہ صورتحال کے بارے میں تنظیم اسلامی کا موقف واضح کیا۔ تقریر کے بعد صحافیوں نے کئی سوالات کئے۔

(رپورٹ : شمس العارفین)

"مرکز الہدیٰ" سوہدرہ میں حلقہ گوجرانوالہ کی شب بیداری

ابوظہبی میں مقیم وزیر آباد کے ایک اہم اور بزرگ رفیق جناب خادم حسین نے "کسان آئل ملز" کے ساتھ ایک خوبصورت ادارہ "مرکز الہدیٰ" کے نام سے قائم کر دیا ہے جو سوہدرہ موڑ سیالکوٹ روڈ پر واقع ہے۔ ناظم حلقہ گوجرانوالہ شاہد اسلم صاحب نے افتتاحی پروگرام شب بیداری کی شکل میں رکھا۔ ۲۰ جون بروز ہفتہ کو علاقے کے عوام الناس کے لئے ایک ماہ کی "اسلامک جنرل نالج ورکشاپ" کا اس جگہ انعقاد ہوا جبکہ شب بیداری پروگرام ۶ جون کو نماز عصر کے بعد ہوا۔

رفقاء کی تواضع کے بعد مختصر تعارف ہوا۔ نماز مغرب کے بعد ڈسکہ کے ثاقب عباسی صاحب نے "نظام عدل و قسط" کے ساتھ ساتھ تنظیم اسلامی کا تعارف بھی پیش کیا۔ کاناوالہ کے حافظ محمد مشتاق ربانی نے تنظیم اسلامی کی دعوت پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں ناظم حلقہ نے ذاتی محاسبہ کے لئے ایک جامع سوالنامہ پیش کیا۔

نماز عشاء اور کھانے کے بعد "نجات کی راہ" کے موضوع پر ویڈیو کیسٹ دکھائی گئی۔ اگلے دن تمام رفقاء کو نماز تہجد کے لئے بیدار کیا گیا۔ نماز فجر کے بعد جناب شمس العارفین نے درس قرآن دیا۔ جمشید رضا گجر نے "انقلاب کا مفہوم" اور انقلاب کی تیاری کیلئے مختلف مراحل بیان کئے۔ اس پروگرام میں جناب خادم حسین کے بیٹوں نے نہ صرف بڑھ چڑھ کر شرکت کی بلکہ وہ رفقاء کو بہتر سہولیات مہیا کرنے کیلئے بھی کوشاں رہے۔

(رپورٹ : خورشید نبی نور)

رفقاء فرانس کی دعوتی سرگرمیاں

گزشتہ دنوں پاکستان نے اپنی ملکی سلامتی کی خاطر کامیابی کے ساتھ جو ایٹمی دھماکے کئے ہیں۔ اس سلسلہ میں فرانس میں مقیم پاکستانیوں کی تمام تنظیموں، جماعتوں کے سربراہوں اور اراکین نے بے حد خوشی کا اظہار کیا ہے کہ ذاتی اغراض اور عناد کو ختم کر کے صرف اور صرف پاک وطن کی "سلامتی، ترقی اور خوشحالی" کے لئے اپنا آپ قربان کر دیں۔ کیونکہ ہمارا سب کا ایمان ہے کہ پاکستان ہمیشہ قائم رہنے کے لئے بنا ہے۔

۳۱/ مئی ۱۹۹۸ء بوقت دوپہر پانچ بجے بمقام "شاتو دو" پیرس فرانس زیر اہتمام تنظیم اسلامی فرانس "تربیتی نشست" کے سلسلہ میں پروگرام ہوا۔ اس روح پرور قرآنی تربیتی نشست میں ہمارے نئے تنظیمی رفقاء بھی شامل تھے۔

امیر تنظیم اسلامی فرانس الحاج محمد اشرف کی زیر نگرانی ایک نہایت سادہ مگر جذبہ ایمانی سے بھرپور "ایٹمی دھماکوں" کی خوشی میں تقریب ہوئی۔ امیر تنظیم اسلامی فرانس نے کہا کہ اب وقت کا یہی تقاضا ہے کہ ہم فروعی اختلافات کو ختم کر کے پاکستان میں اتحاد، خوشحالی اور اسلام کے "عادلانہ نظام" کے لئے تن، من اور دھن کی بازی لگا کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔ سب سے بڑی طاقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہے اور اس نے ہمیں اپنے خاص فضل و کرم سے نوازا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ایک عرصہ دراز کے بعد پوری قوم میں دوبارہ ایمانی جذبہ پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین اور وطن کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے۔ ملکی سلامتی کے لئے ایٹمی دھماکوں کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

☆ ☆ ☆

دعائے صحت کی اپیل

محترم حافظ لدھیانوی صاحب، جو ملک کے نعت گو شعراء میں ایک ممتاز اور منفرد مقام رکھتے ہیں اور گزشتہ برسوں کے دوران ندائے خلافت کے لئے وقتاً فوقتاً اپنا وجد آفرین کلام ارسال فرماتے رہے ہیں، کچھ عرصے سے مسلسل علیل ہیں۔ قارئین سے ان کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

ڈیرہ اسماعیل خان کے رفیق تنظیم محمد صادق بھٹی کے قریبی عزیز کے گردہ کا آپریشن ہوا ہے۔ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

انتقال پر ملال

ضلع جنوبی کراچی کے نقیب اسرہ جناب محمد خالد علی کی خوش دامن صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 187
جلد ۷' شمارہ ۲۴
سالانہ زر تعاون ۔ /۱۳۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳۔۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

انڈونیشیا میں اسلام کا احیاء

صدر سہارتو کے جانے اور بی جے حبیبی کے آنے کے بعد اسلام پسند سیاسی جماعتیں اُبھر رہی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "نئے انڈونیشیا" کی تشکیل میں اسلام کیا کردار ادا کرے گا؟ جریدہ "ایشیا ویک" نے اس بارے میں اپنی خصوصی رپورٹ میں لکھا ہے کہ اسلام تشکیل نو میں بھی مدد دے رہا ہے۔ جریدہ کے مطابق سہارتو کے دور میں مختلف اقدامات کے ذریعے انڈونیشیا کے عوام میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اسلام ان کی زندگی کا "جزو لاینفک" ہے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے جکارتہ کے دفاتر کے کاریڈور اور شیلف نمازیوں کے جوتوں سے بھرے ہوتے تھے ٹیکسی ڈرائیور سے ایک بینکار تک سب اسلامی تعلیمات کے پابند ہیں۔ اسلئے یہ کہنے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں کہ انڈونیشیا میں اسلام کی سماجی اور روحانی قوت ہے مگر اس کے سیاسی کردار کے بارے میں سوال ابھی تک تشنۂ تکمیل ہے۔

جریدہ کے مطابق سابق صدر سہارتو نے اپنے ابتدائی دور میں اسلام سیاسی نظام کی اہمیت کو قدرے کم کیا۔ پھر اپنے دور اقتدار کے آخری عشرہ میں وہ مسلم لیڈر کے طور پر بھی اُبھر کر سامنے آئے۔ سہارتو کے جانے کے بعد بی جے حبیبی مسلم لیڈر کے طور پر سامنے آئے۔ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں کمزور نہیں بلکہ قوی تر ہوئی ہیں۔ مذہبی مفکر نور کولش مجید کے مطابق انڈونیشیا میں اسلام ابھی "نوخیزی" کے مرحلہ میں ہے اور "میچور" ہو رہا ہے۔ ڈچ حکمرانوں نے اسلام کو سیاست سے علیحدہ رکھا اور مسلمانوں کی نسبت چینی نسل پرستوں کو زیادہ اقتصادی مواقع فراہم کئے۔ آزادی کے بعد رفتہ رفتہ انڈونیشی مسلمانوں میں زیادہ خود اعتمادی پیدا ہوئی۔ ملک کی مسلح افواج نے اسلامی تحریک پر گہری نظر رکھی۔ ۱۹۸۴ء میں کشیدگی اس وقت انتہا کو پہنچی جب فوجیوں نے جکارتہ کے ضلع تاجک پرائک میں مسلمان مظاہرین پر گولی چلادی۔ ۸۰ء کی دہائی کے آخر میں سہارتو کی کوششوں سے اسلام انڈونیشیا کے معاشرہ میں مرکزی حیثیت اختیار کر گیا اور آج حکومت اور اپوزیشن دونوں میں ہی سرایت کر چکا ہے۔

انڈونیشیا کے موجودہ صدر حبیبی ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں اور ان کا انڈونیشیا کے مسلم مفکرین کی ایسوسی ایشن (KMI) سے گہرا قریبی تعلق ہے۔ اس وقت ڈیمکو اپوزیشن لیڈر' امین رئیس مسلمانوں کی تعلیمی اور خیراتی تنظیم "محمدیہ" کے سربراہ ہیں' اس تنظیم کے ارکان کی تعداد ۲۸ ملین ہے۔ ان کے حریف عبدالرحمن واحد ایک مضبوط تنظیم "نہضۃ العلماء" کے سربراہ ہیں جن کی تعداد ۳۰ ملین ہے۔ انہوں نے ۳۱ مئی کو سورابایا میں ایک ملین سے زیادہ افراد کو ایک مذہبی ریلی میں بلا کر طاقت کا مظاہرہ کیا۔ مسلمانوں کی ایک اور تنظیم یونائیٹڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کے سربراہ اسماعیل حسین متاریم ہیں۔ تاہم اس جماعت کے حصے بخرے ہو گئے ہیں اور اس میں اسلامی یونین نامی گروپ علیحدہ ہو گیا ہے۔ اس کے ۳۰۰ ارکان نے جکارتہ میں ۸ جون کو پارٹی ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر کے اسماعیل حسین کے استعفیٰ کا مطالبہ کیا۔ صدر حبیبی نے اعلان کیا ہے کہ نسل مذہب اور زبان کی بنیاد پر بننے والی جماعتیں شاید قابل قبول نہ ہوں تاہم سیاسی سرگرمیوں کے لئے قواعد و ضوابط اور قوانین ابھی تک طے نہیں کئے گئے۔ دوسری جانب چینی نسل کے تاجروں نے ۵ جون کو انڈونیشی چینی ریفارمر پارٹی کا اعلان کیا اور اگلے ہی روز سٹیزنز فورم کے نام سے ایک اور گروپ بنا ان دونوں کا مقصد چینیوں کے حقوق کا تحفظ کرنا تھا۔ جکارتہ کی مسجد المظہر میں ایک مسلمان رہنما احمد سمارنوگو نے انڈونیشی حکمرانوں کو خبردار کیا کہ وہ اس خدشہ میں کہ قوم کو کوئی خطرہ درپیش ہو گا مسلمانوں کو اسلامی پارٹی بنانے سے نہ روکیں۔ جریدہ کے مطابق یہ ملک میں "اسلامفوبیا" کی علامت ہے اور شاید صدر حبیبی اسلامی سیاسی گروپوں کی تشکیل کے اس طوفان کو نہ روک سکیں۔ سہارتو کے بعد ایک اور اہم ایشو اسلامی قوانین کی تشکیل بھی ہے۔ مسلمان مفکرین یہاں کی عیسائی کیتھولک' ہندو اور بودھ اقلیت کے حقوق کے تحفظ کو بھی تسلیم کرتے ہیں ان کے مطابق متحدہ انڈونیشیا ہی علاقے کے استحکام کا ضامن بن سکتا ہے۔

ان شاء اللہ **تحریک خلافت پاکستان** کے زیر اہتمام

سلطنت خداداد پاکستان میں

دستورِ خلافت کی تکمیل اور **قانون شریعت کی تنفیذ**

کے مطالبے کے سلسلے میں

اتوار' 28 جون کو 10 بجے صبح' قرآن آڈیٹوریم'

191۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں

ایک اہم **جلسہ عام** منعقد ہو گا

جس سے ملک کی اہم دینی جماعتوں کے سربراہ خطاب فرمائیں گے!

جن میں سے حسب ذیل حضرات کی جانب سے پختہ وعدہ ہو چکا ہے:

1۔ مولانا عبدالستار خان نیازی
2۔ مولانا محمد اجمل خان
3۔ قاضی حسین احمد
4۔ مولانا محمد اکرم اعوان
5۔ پروفیسر ساجد میر
6۔ مولانا مختار گل

اور مزید سے رابطہ کیا جا رہا ہے۔

پاکستان میں نظام خلافت کے قیام اور قانون شریعت کے نفاذ کے خواہش مند حضرات جوق در جوق شریک ہوں